رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

Regd. E-PNo 861

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر
ہفت روزہ
قادیان

ایڈیٹر:- صلاح الدین ملک ایم اے
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ممالک غیر ۷½ روپے
تواریخ اشاعت ۷-۱۴-۲۱-۲۸
فی پرچہ ۲ر

جلد ۳ | ۲۸ روفا ۱۳۳۳ ہش - ۲۶ رذیقعدہ ۱۳۷۳ھ - ۲۸ رجولائی ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۹

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

ناصر آباد (سندھ) ۱۶ رجولائی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی عام طبیعت اچھی ہے تکلیفی ضعف کی شکایت ہے ـــ ۱۷ رجولائی طبیعت اچھی ہے۔

۱۸ رجولائی۔ حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ احباب درد دل سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ کے ساتھ حضور کو تا دیر سلامت رکھے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت

لاہور ۱۸ رجولائی۔ آج حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا بلڈ پریشر پچھلے دنوں سے کم ہے ٹمپریچر ۹۸.۶ ہے۔ اب چکر کا احساس بھی نہیں ابھی کسی قدر درد نقرس کی تکلیف باقی ہے۔ ۱۹ رجولائی۔ رات حضرت میاں صاحب کی آنکھ برابر کھلتی رہی آج چکر کا احساس نہیں ہے بالعموم حالت نسبتاً بہتر ہے ـــ ۲۱ رجولائی کو اپنے ایک مکتوب میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے قادیان محترمہ امۃ القدوس صاحبہ کو تحریر فرمایا۔

"اب خدا کے فضل سے کافی افاقہ ہے۔ بستر میں بیٹھ لیتا ہوں اور کمرے سے برآمدہ تک معمولی سا کام بھی"

ایک بزرگ احمدی کا ذکر خیر اخبار "ریاست" دہلی میں!

اصل "ناقابل فراموش" اور دوم "گناہوں کی سزا اس جنم میں" کے ماتحت محترم سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر معاصر "ریاست" دہلی نے حضرت میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ یہ سارا مضمون درج ذیل کیا جاتا ہے۔ میجر مرحوم قریب ہی میں فوت ہوئے ہیں۔ آپ اسسٹنٹ جنرل جیل خانجات مغربی پنجاب کے عہدہ سے تقسیم ملک کے بعد ریٹائر ہوئے تھے۔ نہایت ہی نیک۔ بزرگ سیرت خدا ترس تھے۔ حافظ قرآن تھے اور اخلاق و تہذیب کے پتلا۔ مجھے ان سے ذاتی تعارف حاصل تھا۔ اور میرے چھوٹے بھائی ڈاکٹر عطاء اللہ خاں (کیپٹن) ان کے ماتحت ملتان میں کام کر چکے ہیں۔ مرحوم اس خاندان کے فرد ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنتی خاندان کے الفاظ سے ذکر فرمایا۔ آپ کے والدین بزرگوار حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کی اہلیہ محترمہ نہایت پارسا وجود تھے۔ میجر صاحب مرحوم کی ایک ہمشیرہ مرحومہ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے نکاح کے لئے چنا۔ لیکن صاحبزادہ صاحب کی عمر نے وفا نہ کی۔ یہی ہمشیرہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ موجودہ امام جماعت احمدیہ کے عقد میں آئیں۔ بے نظیر اخلاق کی مالک تھیں۔ غریب نواز اور یتیم پرور۔ اس باعث وہ خواتین میں بے حد ہر دلعزیز تھیں۔ میجر صاحب موصوف کی ایک عزیزہ اس وقت بھی حضرت امام جماعت احمدیہ کے عقد میں ہیں اور میجر صاحب کے ایک برادر زادہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے داماد ہیں۔

ایسے اذکار سے مسلم و غیر مسلم اتحاد کے لئے کوشش ہوتی رہے۔ اور رواداری کا سبق دہرانا مقصود ہے۔ محترم ایڈیٹر صاحب ریاست تحریر فرماتے ہیں:-

اگر کبھی متحدہ جیلوں کی تاریخ لکھی گئی۔ تو اس تاریخ میں ایک دارو غہ جیل جن کا نام غالباً رائے صاحب لالہ رام دتہ مل تھا بہت اہم پوزیشن حاصل کریں گے۔ ان لالہ رام دتہ مل نے قیدیوں کو "سیدھی" میں رکھنے کے اعتبار سے جیلوں میں جو مظالم کئے اس کی تاریخ دنیا کے کسی ملک میں نہیں مل سکتی۔ اس زمانہ میں عادی مجرموں کے لئے جیلوں میں لوہے کے پنجرے ہوا کرتے جن میں یہ رات کو بند کر دیئے جاتے یہ پنجرے ساڑھے چھ فٹ لمبے چار فٹ چوڑے اور پانچ فٹ اونچے تھے۔ یہ پنجرے بارک کے اندر ایک لائن میں ہوا کرتے۔ اور جب تمام قیدی ان میں داخل کر دیئے جاتے تو ان تمام کو ایک ہی زنجیر سے باندھ کر تالا لگا دیا جاتا جس کا مقصد یہ تھا کہ جب تک تالا کھول کے یہ تمام زنجیر کو نہ نکالا جائے کسی ایک پنجرے کا کھلنا ممکن نہ ہو۔ اس پنجرے کے اندر ایک طرف پینے کے لئے پانی کا برتن اور دوسری طرف پاخانہ و پیشاب کے لئے ایک برتن ہوتا تا کہ رات کو اگر قیدیوں کو پاخانہ یا پیشاب کی حاجت یا پانی کی ضرورت ہو تو ان کو پنجرے سے نکالنے کی ضرورت نہ پڑے۔ راقم الحروف نے یہ پنجرے فیروز پور جیل میں اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ جب اس کی عمر سولہ برس کی تھی۔ اور یہ اس جیل میں ملازم تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان پنجروں کو انسانوں کے لئے زیادہ تکلیف دہ بنانے کے ذمہ دار بھی یہ لالہ رام دتہ مل تھے۔ اور آج جیلوں کی چار دیواری کے اندر جو پہرہ سسٹم (یعنی پہرہ دینے والوں کا ہر وقت دیواروں کے ساتھ ساتھ چکر لگاتے رہنا) موجود ہے۔ یہ بھی ان رام دتہ مل کی ایجاد ہے اور ہمارے ایک دوست کے بیان کے مطابق اس زمانہ میں جب کوئی قیدی زیادہ ہی شرارت کرتا تو رام دتہ مل کے حکم سے اس قیدی کو جلتے ہوئے تنور (اب جیلوں میں تنور موجود نہیں۔ اب روٹی توے پر پکائی جاتی ہے۔ مگر اس زمانہ میں روٹیاں پکانے کے لئے بڑے بڑے تنور ہوا کرتے تھے) میں ڈال دیا جاتا اور سرکاری کاغذات میں لکھا جاتا کہ قیدی اس تنور میں اتفاق سے گر گیا ہے

یہ لالہ رام دتہ مل جب جیل کے محکمہ میں ملازم تھے تو گورنمنٹ نے فیصلہ کیا کہ تعلیم یافتہ لوگوں کو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کے عہدہ کے لئے ڈائرکٹ بھرتی کیا جائے۔ اس سے پہلے ہر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ یعنی دارو غہ کو ایک اسسٹنٹ سے ترقی کر کے بیس پچیس برس کے بعد ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر پہنچنا ہوتا تھا۔ گورنمنٹ نے جب ڈائرکٹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بھرتی کرنے کا اعلان کیا اور اس سکیم پر عمل کیا گیا تو پہلے بیچ میں جو نوجوان بھرتی کئے گئے ان میں لالہ رام دتہ مل کے ایک صاحبزادہ مسٹر چمن لال بھی تھے۔ جنہوں نے ایم۔ اے پاس کیا تھا مسٹر چمن لال کے قد کا انسان میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ سات فٹ کے قریب قد۔ معمولی انسان سے دو گنا بلکہ سہ گنا زیادہ وزن۔ بہت موٹے موٹے ہونٹ اور کان۔ سر اور جسم کے دوسرے عضو بھی معمولی انسانوں سے دوگنے ہوئے اور ہیبت ناک شکل جس سے خوف معلوم ہو۔ مسٹر چمن لال جب بطور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل مقرر ہوئے تو ان کی تقرری سب سے پہلے اولڈ سنٹرل جیل ملتان میں ہوئی جہاں کہ اس زمانہ میں سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر ایک بہت ہی نیک دل اور خدا ترس میجر شاہ تھے۔ میجر شاہ پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر تھے اور مذہبی اعتبار سے قادیان کے احمدی (احمدیوں کے موجودہ پیشوا کے قریبی رشتہ دار) آپ ولایت کے تعلیم یافتہ تھے۔ اور ان کے گھر میں بھی یورپین بیوی تھیں۔ مگر نیکی۔ پارسائی۔ نماز اور روزہ کے اعتبار سے آپ ایک سچے مسلمان تھے

مسٹر چمن لال کو ملازم ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ کانگریس کی تحریک شروع ہوئی اور سینکڑوں کی تعداد میں کانگریسی قید ہو کر ملتان جیل میں آ گئے۔ دسمبر کا مہینہ تھا اور سردی اپنے جوبن پر تھی کانگریسی قیدیوں کو جو رضائیاں اوڑھنے کے لئے دی گئیں ان میں ایک تو روئی کم تھی (جس کی وجہ غالباً رضائیاں تیار کرنے والے ٹھیکیداروں کی کفایت شعاری اور رضائیاں تیار کرانے والے جیل کے بعض افسروں کی بے ایمانی اور بددیانتی تھی) اور دوسرے ان کی لمبائی اور چوڑائی کم تھی۔ جیل کے نیک دل سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر میجر شاہ جب ان کانگریسی قیدیوں کو دیکھنے کے لئے ان کے وارڈ میں گئے۔ تو ایک کانگریسی قیدی نے سپرنٹنڈنٹ سے شکایت کی کہ جو رضائی اس کو دی گئی ہے اس میں روئی کم ہے اور لمبائی میں بھی یہ چھوٹی ہے۔ یہ رضائی رات کو سردی سے اسے محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ اس شکایت کو سن کر سپرنٹنڈنٹ نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مسٹر چمن لال کی طرف دیکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ روئی اور لمبائی

ایڈیٹر سیاست کی رائے

جناب سید حبیب صاحب ایڈیٹر "سیاست" لاہور نے تحریر فرمایا۔

"مذہبی اختلافات کی بات چھوڑ کر دیکھیں تو جناب (حضرت مرزا) بشیر الدین محمود احمد صاحب (امام جماعت احمدیہ) نے میدان تصنیف و تالیف میں جو کام کیا ہے۔ وہ بلحاظ ضخامت و افادہ پر تعریف کا مستحق ہے"

(۲۳ دسمبر ۱۹۳۶ء)

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

کم کیوں ہے۔ جب میجر شاہ نے مسٹر چمن لال کو اس طرح دیکھا تو مسٹر چمن لال جو خاندانی اعتبار سے انگریزوں کے پروردہ تھے نے فوراً جواب دیا۔ "جناب یہ کانگرسی بدمعاش ہے اور رضائی کی شکایت کرتا ہے۔" میجر شاہ نے جب یہ جواب سنا تو انہوں نے اس جواب کو تکلیف کے ساتھ محسوس کیا۔ وہ جانتے تھے کہ کانگرسی کسی اپنی ذاتی غرض یا جرم کے باعث جیل میں نہیں آئے۔ مگر چونکہ مسٹر چمن لال انگریزوں کے خاندانی نوکر تھے میجر شاہ نے صرف یہ حکم دیا کہ یہ رضائی بدل دی جائے۔ اس کے علاوہ آپ مسٹر چمن لال سے کچھ نہ کہہ سکے۔

مسٹر چمن لال کو اولڈ سنٹرل جیل ملتان میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے کچھ عرصہ ہی ہوا تھا کہ وہاں سکھ قیدیوں کی دو پارٹیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ مسٹر چمن لال بچپن ہی سے اپنے باپ سے جیلوں کے "ڈسپلنری ایکشن" کی داستانیں سنتے اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے آ رہے تھے۔ آپ نے سکھ قیدیوں کی ان دونوں پارٹیوں کے دو سرکردہ لیڈروں کے لئے حکم دیا کہ ان کو لاٹھیوں سے زدوکوب کر کے ان کو الگ الگ کوٹھڑیوں میں بند کر دیا جائے۔ اور ان کو رات کو اوڑھنے کے لئے کوئی کپڑا نہ دیا جائے۔ چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق پہلے تو دونوں پارٹیوں کے دونوں لیڈروں کو لاٹھیوں سے "ٹھیک" کی گئی اور پھر ان کو دو کوٹھڑیوں میں الگ الگ بند کر دیا گیا۔ دسمبر کا مہینہ تھا اور پھر ملتان کی خنک سردی اپنے جوبن پر تھی۔ رات بھر کسی نے ان دونوں قیدیوں کی حالت کو نہ دیکھا۔ صبح جب کوٹھڑیوں کے دروازے کھولے گئے تو پتہ چلا کہ دونوں قیدیوں کی کئی کئی جگہ سے لاٹھیوں کے باعث ہڈیاں ٹوٹی ہوئی ہیں اور ان میں سے ایک قیدی رات کی سردی کے باعث نمونیہ کا شکار ہو کر مر چکا ہے۔

اس موت کی اطلاع صبح ہی میجر شاہ کو ان کی کوٹھی پر پہنچائی گئی۔ وہ فوراً موقع پر پہنچے مسٹر چمن لال نے چاہا کہ اس معاملہ کو بھی اس طرح ہی "ہش اپ" کر دیا جائے جس طرح ان کے باپ قیدیوں کو جلتے تنوروں میں ڈالا کرتے تھے مگر میجر شاہ نیک دل اور انصاف پسند شخصیت تھے۔ آپ نے مرنے والے قیدی کی لاش کو تو پوسٹ مارٹم کے لئے سول سرجن کے پاس سول ہسپتال بھیجا اور انسپکٹر جنرل سول ہاسپٹلز کو واقعہ کے متعلق تفصیلی تار دیا۔ چنانچہ سول سرجن نے تو پوسٹ مارٹم میں یہ قرار دیا کہ مقتول کی کئی جگہ سے ہڈیاں ٹوٹی ہوئی ہیں جو ضربات کا نتیجہ ہیں اور انسپکٹر جنرل اگلے روز تحقیقات کے لئے لاہور سے ملتان پہنچ گئے۔ معاملہ پولیس کے سپرد کیا گیا اور پولیس نے لاٹھیاں مارنے والے جیل کے ملازموں کے علاوہ مسٹر چمن لال کو بھی زیر دفعہ ۳۲۵ تعزیرات ہند (کسی کو لاٹھیوں سے ضرب شدید پہنچانا) گرفتار کر لیا اور مقدمہ عدالت میں گیا۔

اس مقدمہ میں مسٹر چمن لال کو مجسٹریٹ نے دو سال قید سخت کی سزا دی۔ مسٹر چمن لال نے سیشن کورٹ میں اپیل کی تو سیشن جج نے یہ سزا چھ ماہ رہنے دی۔ سیشن جج کے اس فیصلہ کے خلاف مسٹر چمن لال نے ہائی کورٹ میں اپیل کی تو یہ مقدمہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سر ڈگلس ینگ کے سامنے پیش ہوا۔ سر ڈگلس نے جب مسل میں تمام واقعات کو پڑھا تو آپ نے محسوس کیا کہ مقتول کے ساتھ بہت ظلم ہوا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس مقدمہ کا فیصلہ بہت سخت الفاظ میں لکھتے ہوئے ملزم کو پانچ سال قید سخت کی سزا دی (جو اس دفعہ کے مطابق زیادہ سے زیادہ دی جا سکتی تھی) اور لکھا اگر ہائی کورٹ کے اختیار میں ہوتا تو آپ دفعہ ۳۲۵ (ضرب شدید کسی کند آلہ سے) کو دفعہ ۳۰۲ (قتل) کی صورت میں بدل کر ملزم کو موت کی سزا دیتے۔ مگر چونکہ ہائی کورٹ قانوناً دفعہ کو تبدیل نہیں کر سکتی اس لئے دفعہ ۳۲۵ کے مطابق زیادہ سے زیادہ یعنی پانچ سال کی سزا دی جاتی ہے۔ چنانچہ مسٹر چمن لال پانچ سال کی سزا کا سرٹیفکیٹ لے کر لاہور سنٹرل جیل میں تشریف لے آئے۔

ایڈیٹر "ریاست" جب لاہور سنٹرل جیل میں گئے تو مسٹر چمن لال وہاں موجود تھے اور اتفاق کی بات ہے کہ جس سپیشل وارڈ میں یہ رہتے تھے اسی سپیشل وارڈ میں ایڈیٹر "ریاست" کو جگہ دی گئی۔ اور مسٹر چمن لال سے دن رات باتیں کرنے کا اتفاق ہوتا۔ اس زمانہ میں سنٹرل جیل لاہور کے سپرنٹنڈنٹ وہی ڈاکٹر میجر شاہ تھے جو ملتان میں مسٹر چمن لال کے افسر تھے یعنی ملتان میں تو میجر شاہ سپرنٹنڈنٹ تھے اور مسٹر چمن لال ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور اب لاہور میں میجر شاہ سپرنٹنڈنٹ ہیں اور مسٹر چمن لال قیدی۔

ایک روز سردیوں کا زمانہ تھا اور سردی اپنے جوبن پر تھی میجر شاہ بیمار سپیشل وارڈ میں قیدیوں کو دیکھنے کے لئے آئے۔ مسٹر چمن لال نے میجر شاہ سے درخواست کی کہ "جناب سردی بہت سخت ہے میرا قد لمبا ہے اور جو رضائی دی گئی ہے اس میں روئی کم ہے اور لمبائی چوڑائی بھی کافی نہیں۔ رات کو مجھے سردی بہت محسوس ہوتی ہے نیند نہیں آتی۔ مہربانی فرما کر میرے لئے زیادہ روئی کی لمبی رضائی کا حکم دیا جائے۔" میجر شاہ نے جب چمن لال سے جب یہ الفاظ سنے تو آپ کو ملتان کے کانگرسی قیدی کی رضائی کا واقعہ یاد آ گیا۔ آپ نے فوراً جواب دیا "مسٹر چمن لال تمہیں یاد ہے کہ ملتان اولڈ سنٹرل جیل میں ایک مرحوم کانگرسی قیدی نے شکایت کی تھی کہ اس کی رضائی میں روئی کم ہے اور لمبائی بھی کم ہونے کے باعث اس کو سردی محسوس ہوتی ہے تو تم نے کہا تھا کہ یہ قیدی بدمعاش ہے اور جھوٹ بولتا ہے میں اب تمہاری اس درخواست پر کہتا ہوں کہ تم بدمعاش ہو اور جھوٹ بولتے ہو۔" یہ کہہ کر میجر شاہ آگے چل دیئے اور مسٹر چمن لال کی نگاہیں شرم کے باعث زمین کی طرف جھک گئیں۔

مجھے معلوم نہیں کہ مسٹر چمن لال اب کہاں ہیں چند برس ہوئے ایک روز دفتر "ریاست" میں آئے تھے اور ان کی خواہش تھی کہ ان کو کسی جگہ ملازم کرا دیا جائے۔ مگر میں ان کی خواہش کو پورا نہ کر سکا۔ سنا تھا کہ کسی مشرقی پنجاب میں کسی جگہ انشورنس ایجنٹ کا کام کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ ان کے گناہ معاف ہوں اور باقی ماندہ زندگی آرام سے گزرے۔

نوٹ: ہفت روزہ چٹان لاہور نے اس مضمون کو شائع کرتے ہوئے تحریر کیا ہے "میجر شاہ کی سپرنٹنڈنٹی کے زمانہ میں راقم الحروف بھی لاہور سنٹرل جیل میں قید رہا ہے۔ میجر شاہ کا پورا نام حبیب اللہ شاہ تھا۔ پارسال سیالکوٹ میں انتقال کر گئے آپ فی الحقیقت ایک نیک خصلت اور صاف ضمیر انسان تھے۔ مسٹر چمن لال کو راقم الحروف نے لاہور سنٹرل جیل میں بحالت قید دیکھا۔ جو قیدی اولڈ سنٹرل جیل میں ان کے مظالم سہہ چکے تھے۔ وہ ان پر فقرے کسا کرتے تھے۔ اور وہ اپنے کئے پر سراپا ندامت تھے۔" (ایڈیٹر بدر)

※ - ان کے علاوہ شیخ عبد الحمید صاحب عاجز (ناظر امور عامہ) و مرزا محمد زمان صاحب (داروغہ لنگر خانہ) دونوں کے اہل و عیال، کچھ عرصہ کے لئے مغربی پنجاب واپس گئے۔

صحت حضرت میاں صاحب (بقیہ صفحہ ۱)

پاخانہ غسل خانہ تک سہارے کے ساتھ قدم بھی اٹھا لیتا ہوں مگر ابھی ڈاکٹری مشورہ کے مطابق لمبے عرصہ تک خاص احتیاط رکھنی ہوگی بلکہ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اب نارمل لائف نہیں بلکہ Restricted Life رکھنی ہوگی۔ کیونکہ دل کے اعصاب کو نقصان پہنچ چکا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خدمت اور عمل کی زندگی سے محروم نہ کرے۔ ۔ ۔ ۔ مجھے شاید کچھ عرصہ تک لاہور ٹھہرنا ہوگا۔" احباب حضرت ممدوح کے لئے خاص طور پر دعا فرماتے رہیں۔ واللہ علیٰ کل شیء قدیر۔

اخبار احمدیہ قادیان

وفات یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ دی جاتی ہے کہ دو درویش محترم حاجی ممتاز علی خان صاحب (صحابی) خلف حضرت مولوی ذوالفقار علی خان صاحب اور محترم میاں مولا بخش صاحب باورچی علی الترتیب ۲۹ر اور ۲۴ر جولائی کو فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دونوں موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ میں درویشوں والے قطعہ میں دفن کئے گئے۔ احباب ان کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

ولادت ۱۷ر جولائی کو غلام ربانی صاحب ڈسپنسر احمدیہ شفاخانہ کے ہاں بچی اور ۲۳ر جولائی کو ڈاکٹر بشیر احمد صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ کے ہاں بچی اور مولوی عبد الستار صاحب کلرک دفتر مینیجر بدر کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ احباب سب بچوں کے بابرکت اور قرۃ العین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

زائرین مندرجہ ذیل احباب پاکستان سے قادیان تشریف لائے۔

(۱) ۱۷ر جولائی۔ ربوہ سے عبد الکریم صاحب پہرہ دار دفتر محاسب کے چچا زاد بھائی خدا بخش صاحب اور لڑکا عزیز بشیر احمد متعلم جامعہ مبشرین۔

(۲) ۱۸ر جولائی۔ لاہور سے ملک رفیق احمد صاحب (برادر نسبتی شیخ عبد الحمید صاحب عاجز)

(۳) ۱۹ر جولائی کو ربوہ سے مبارک احمد صاحب لیکچرار تعلیم الاسلام کالج (آپ ۲۱ر کو مدراس اپنے وطن کے لئے روانہ ہو گئے) اور لاہور سے سعید احمد صاحب (ہمشیرزادہ بھائی شیر محمد صاحب دکاندار) اور چوہدری عصمت اللہ صاحب ایڈووکیٹ۔

(۴) ۲۰ر جولائی ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب کے برادر زادہ عبد المنان صاحب ربوہ سے اور کراچی سے اشفاق حسین صاحب (خلف منشی الطاف حسین خاں صاحب مرحوم سکنہ انچولی میرٹھ سابق کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان)

(۵) ۲۲ر جولائی۔ ترگڑی (گوجرانوالہ) سے ملک بشیر احمد صاحب ناصر ڈسپنسر احمدیہ شفاخانہ کے والد محترم ملک عبد الکریم صاحب اور ناصر صاحب کی ہمشیرہ مندرجہ ذیل احباب قادیان کی زیارت کے بعد واپس چلے گئے:-

(۱) ۲۰ر جولائی۔ چوہدری عصمت اللہ صاحب ایڈووکیٹ۔

(۲) ۲۲ر جولائی۔ اشفاق حسین صاحب

(۳) ۲۴ر ملک رفیق احمد صاحب۔ ※

موجودہ نازک دور میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے

امت مسلمہ جس زمانہ کس نازک دور سے گذر رہی ہے کسی سے مخفی نہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ جس مرض میں وہ مبتلا ہے باوجود اس سے آگاہ ہونے کے اس کے ازالہ کے لئے تیار نہیں۔ دیکھئے جماعت اہلحدیث کا آرگن کیونکر ایک مضمون میں معاون ایڈیٹر کے قلم سے اپنی جماعت کی عدم تنظیم و اختلافات کا رونا روتا ہے۔ اس کا ایک چھوٹا سا اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے:-

"ہم تو یہی کہیں گے کہ مسلمانوں میں اور بالخصوص جس جماعت کو اہلحدیث کہا جاتا ہے ان میں مذہبی جذبات اور رجحانات کی کمی ہے۔ پھر ان میں ایسے جو اپنی ذاتی غرض و مقصد کو ترک کر کے اپنی قومی فلاح بہبود کے لئے اپنی جماعت کو ابھارنے کا کام کریں بہت کم ہیں۔ ان میں جو لوگ اعیان جماعت ہیں ان میں اختلافات نے گھر کر لیا ہے۔ ان کے اندر اختلاف کی روح جاری و ساری ہے۔ اس نے ان میں پوری طرح گھر کر لیا ہے۔ ان کے اماموں میں اختلاف ہے ان کے اساتذہ میں اختلاف ہے ان کے ناظمین مدارس میں اختلاف ہے۔ ان کے عوام مسجدوں میں ذرا ذرا سی باتوں کے اختلاف پر لڑ پڑتے ہیں ایک دوسرے کے خلاف اگندہ سے اور مکروہ فتوے لگاتے ہیں مصنف اپنی تصانیف میں ایک دوسرے پر چوٹیں کرتے ہیں۔ اور ایڈیٹروں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ ان کے تو خمیر ہی کا تقاضا یہ ہے۔ . . . . . یوں تو جماعت کا مزاج فسادات سے قبل بھی بہت بہتر حالت میں نہیں تھا۔ مگر اب تو بد سے بدتر حالت ہوتی چلی جا رہی ہے۔" (۱۵ر جولائی ۱۹۵۵ء)

اسی طرح ہفتہ وار "عزم" بنارس خاص نمبر بابت مئی و جون میں مسلمان عوام و خواص کی حالت زار کو بیان کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے:-

"بدقسمتی سے ہم کو اب صحیح رہنمائی نہیں مل رہی ہے۔ خداوند عالم سے دعا ہے کہ ہمارے گناہ معاف کرے اور ہم کو بے غرض۔ سمجھدار۔ کشادہ خیال تعلیم یافتہ۔ زمانہ حال کی ضرورت کے مطابق رہنما عطا فرمادے تاکہ ہماری ڈوبتی ہوئی کشتی ساحل پر لگے۔ نہیں تو ڈر شدید ہے کہ دو چار پشت ہی میں ہند کے مسلمانوں کا وہی حشر ہوتا نظر آتا ہے۔ چونکہ سات سو برس کی حکومت کے بعد مسلمانوں کا حال اسپین اور پرتگال میں ہو چکا ہے۔" (ص ۵۵)

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ "مسلمانوں کو اس نازک دور میں کیا کرنا چاہیئے"۔ سو حضرت امام جماعت احمدیہ کے الفاظ میں اس کا جواب درج کیا جاتا ہے جو آپ نے نتھیا گلی میں ایک مجلس میں بیان فرمایا۔

(ایڈیٹر بدر)

مجھ سے ایک دوست نے خواہش کی ہے کہ میں اس مسئلہ کے متعلق کچھ کہوں کہ مسلمانوں کو موجودہ نازک دور میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اس لئے ان کی خواہش کے احترام کے طور پر میں اپنے خیالات کو ظاہر کر دینا چاہتا ہوں۔

میرا یہ خیال آج سے نہیں بلکہ قدیم الایام سے یعنی جب سے کہ میں نے ہوش سنبھالی ہے یہی ہے کہ مسلمانوں کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ وہ وقت پر وہ اپنے اختلافات کو ان اختلافات سے زیادہ اہم قرار دیتے ہیں جو ان کو ان کے غیروں سے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب چوتھی بلکہ تیسری خلافت کے آخر میں مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوا تو ابھی دنیا میں بہت سی قومیں باقی تھیں جن کو مسلمانوں نے اسلام کی طرف نہیں بلایا تھا۔ ابھی بہت سی قومیں باقی تھیں جنہوں نے اسلام کے تباہ کرنے کے لئے فوجیں جمع کر رکھی تھیں۔ ابھی بہت سی قومیں باقی تھیں جو اسلام کے مٹانے کے لئے رات دن منصوبے تیار کر رہی تھیں۔ لیکن بہت چھوٹی چھوٹی باتوں پر جن کی کوئی بھی حقیقت نہ تھی وہ آپس میں لڑ پڑے۔ آخر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے اس افتراق کو دیکھ کر اپنی شہادت کے وقت فرمایا کہ تم مجھے مار سکتے ہو۔ لیکن میرے مرنے کے بعد قیامت تک مسلمان کبھی ایک ہاتھ پر جمع نہیں ہوں گے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا تو یہی کرتے ہیں۔ کہ اس قیامت سے مراد کوئی دنیوی قیامت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس سے بچایا ہے کہ وہ قیامت تک آپس میں لڑتے چلے جائیں۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کی تباہی کی ایک بڑی علامت ہوگی۔ لیکن واقعہ یہی ہے۔ کہ مسلمانوں نے کبھی بھی اتحاد کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ اور آج تک بجائے چھوٹے چھوٹے اختلافات پر آپس میں لڑتے چلے آئے ہیں۔ اور اب بھی ان کی یہی کیفیت ہے حالانکہ اگر کوئی قوم صلح و آشتی قائم کر سکتی ہے تو وہ صرف مسلمان ہی ہیں۔ کیونکہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو اب تک محفوظ چلا آرہا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پہلے مذہب بھی خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے تھے۔ مگر انسانی دخل اندازی کی وجہ سے ان میں ایسی باتیں شامل کر لی گئیں جو درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھیں۔ صرف ایک قوم ہے جس کے پاس خدا کا کلام اس کی اصل شکل میں موجود ہے۔ اور وہ مسلمان ہیں۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ اگر دنیا میں حقیقی صلح ہو سکتی ہے۔ تو صرف خدا کے ذریعہ جس کی نگاہ میں مشرقی اور مغربی چینی اور جاپانی سب برابر ہیں۔ ایک پاکستانی دنیا کو اس نقطۂ نگاہ سے دیکھتا ہے کہ ہندوستان کا کس امر میں فائدہ ہے۔ لیکن خدا اس نقطۂ نگاہ سے دیکھتا ہے کہ یہ سارے کے سارے میرے بندے ہیں۔ اس لئے صرف خدا تعالیٰ کی تعلیم ہی دنیا کو صحیح امن کا رستہ دکھا سکتی ہے۔

دیکھو اسلام میں کتنی فراخدلی کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ کہ یہودی مسلمانوں سے دشمنی کر رہے ہیں۔ عیسائی اسلام کو مٹانے کے لئے منصوبے کر رہے ہیں۔ لیکن قرآن کہتا ہے۔ عیسائیوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ یہودیوں میں کوئی خوبی نہیں حالانکہ وہ دونوں ایک کتاب پڑھتے ہیں انہیں تو چاہیئے تھا کہ آپس میں صلح کرتے۔ گویا دنیا میں تو یہ اصول جاری ہے۔ کہ ڈیوائڈ اینڈ رول (DIVIDE AND RULE) لیکن قرآن دشمنوں کو بھی علیحدہ علیحدہ نہیں کرنا چاہتا۔ وہ کہتا ہے کہ تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم آپس میں اتحاد نہیں کرتے۔ اب دنیوی لحاظ سے اس کے لئے متحد ہو جاؤ۔ مگر خدا تعالیٰ سمجھتا تھا۔ کہ یہ مسلمانوں کو ماریں گے تو اس وقت میں انہیں خود بچا لوں گا۔ لیکن دنیوی لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ یہ اکٹھے ہو جائیں۔ پہلے یہ آپس میں متحد ہوں گے۔ پھر ہم انہیں مسلمانوں سے اتحاد کی تعلیم دیں گے۔ اور اس طرح دنیا میں حقیقی امن قائم ہو جائے گا۔ غرض اتحاد کی سب سے زیادہ تعلیم اسلام میں پائی جاتی ہے۔ یہاں تک اسلام دشمنوں کو بھی متحد ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ سب سے زیادہ اختلاف آج مسلمانوں میں ہی پایا جاتا ہے۔ حالانکہ جہاں تک فرقوں کا سوال ہے عیسائیوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن جب بھی سیاسی سوال آجائے وہ سب کے سب آپس میں متحد ہو جاتے ہیں۔ سٹاکہل ٹالرنیشن پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ اور ٹالرنیشن کے معنے یہی یہ ہوتے ہیں کہ اختلافات کو برداشت کیا جائے مگر مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں جھگڑا کرتے ہیں۔ اس صورت میں کسی اچھے نتیجہ کی امید کرنا عقل کے بالکل خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس وقت کئی مسلمان حکومتیں ہیں جو غیروں کے اثر سے آزاد ہو چکی ہیں۔ جیسے افغانستان ہے ایران ہے شام ہے لبنان ہے شرق اردن ہے عراق ہے مصر ہے ترکی ہے۔ لیبیا ہے سعودی عرب ہے۔ انڈونیشیا ہے۔ اب ہمارے بھائی ٹیونس اور مراکو میں جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور ماشاء اللہ تعالیٰ چاہے گا تو کچھ مدت میں یہ بھی آزاد ہو جائیں گے۔ ادھر ایک نئی حکومت پاکستان کے نام سے عالم وجود میں آگئی ہے۔ یہ ساری سلطنتیں چھوٹی چھوٹی ہیں۔ کچھ آبادی کے لحاظ سے چھوٹی ہیں۔ اور کچھ اقتصادی لحاظ سے چھوٹی ہیں۔ عراق۔ شام اور لبنان وغیرہ ایسی طاقتیں ہیں جیسے یورپ میں ڈنمارک ہے ناروے ہے بلجیم ہے ہالینڈ ہے جس طرح یورپ کی سیاست میں ناروے اور ڈنمارک اور بلجیم وغیرہ اثر پیدا نہیں کر سکتے اسی طرح یہ مسلمان حکومتیں یورپ کی سیاست پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتیں۔ لیکن آبادی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ بہت بڑی حکومتیں ہیں۔ لیکن ابھی تک ان ممالک کے باہمی اختلافات چلے آرہے ہیں۔ خود پاکستان کی یہ حالت ہے۔ کہ گو پاکستان قائم ہو چکا ہے۔ لیکن پاکستان کی ذہنیت ابھی تک قائم نہیں ہوئی۔ ابھی تک ہم پنجابی ہیں سندھی ہیں بلوچی ہیں۔ بنگالی ہیں یا پٹھان ہیں۔ غرض ہم سب کچھ ہیں۔ لیکن ہم پاکستانی نہیں پاکستان کی قومیت صرف اخبارات تک محدود ہے باقی اسلامی ممالک کا بھی یہی حال ہے کہ آپس میں ان کے اختلافات جاری ہیں۔ مثلاً لبنان اور شام ایک قوم ہیں مگر ان کی آپس میں لڑائی ہے۔ اردن اور عراق ایک دادا کی نسل سے ہیں۔ اور دونوں آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ایران اور عراق کا جھگڑا چلتا ہے تو مذہب کو آڑ بنا لیا جاتا ہے۔ غرض ایک طرف یہ اتنی چھوٹی چھوٹی قومیں ہیں کہ انفرادی طور پر کوئی اثر نہیں رکھتیں۔ اور دوسری طرف ان میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کسی وقت ان سب مسلمان حکومتوں کو ایک بننے کی توفیق دے دے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں تیسری بڑی طاقت مسلمانوں کی بن سکتی ہے۔ کیونکہ ان ممالک کی مجموعی تعداد ۲۰ کروڑ کے قریب ہے اگر یہ سب کے سب اکٹھے ہو جائیں۔ تو روس کے برابر طاقت حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن مصیبت یہی ہے کہ مسلمانوں میں اتفاق نہیں۔ قرون اولیٰ میں تو یہ حالت تھی کہ حضرت علیؓ اور معاویہ کی جنگ کو دیکھ کر روم کے بادشاہ نے جب دبانی فتنہ پیدا

محترم حاجی ممتاز علی خاں صاحبؓ (از ایڈیٹر)

محترم حاجی ممتاز علی خاں صاحب صدیقی (خلف حضرت مولوی ذوالفقار علی خان صاحبؓ رامپوری) قریباً بیس سالہ سقی کی طویل علالت کے بعد ۱۹؍ جولائی کو قادیان میں فوت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاجی صاحب کو صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو اور آپ کے ایک بھائی ہادی علی خاں صاحب مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں (۱۹۰۷ء یا ۱۹۰۶ء میں) مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں تعلیم کے لئے داخل کرا دیا تھا۔ آپ ان خوش قسمت احباب میں سے ہیں جن کا نام رہتی دنیا تک کے لئے حضورؑ کی کتب میں محفوظ ہو گیا ہے۔ ایک نشان کے تعلق میں آپ گواہوں کے زمرہ میں شمار ہوئے چنانچہ اس نشان کے گواہوں میں حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ (خلیفہ اول) حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ)۔ نانا جان۔ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ۔ حضرت قاضی امیر حسین صاحبؓ حضرت سید ناصر شاہ صاحبؓ۔ حضرت حکیم فضل الدین صاحبؓ بزرگ صاحب۔ حضرت مولوی عبد الستار خاں صاحب کابلیؓ۔ اور حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ کے اسماء بھی مرقوم ہیں۔ بعض طلباء کے نام بھی ہیں۔ ان میں "ممتاز علی" آپ ہی کا نام درج ہے۔ حضور حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں:۔

(۷) ساتواں نشان۔ ۲۸؍ فروری ۱۹۰۷ء کی صبح کو یہ الہام ہوا۔ سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی۔ چنانچہ یہ پیشگوئی صبح کو ہی قبل از وقوع تمام جماعت کو سنائی گئی۔ اور جب یہ پیشگوئی سنائی گئی بارش کا نام و نشان نہ تھا اور آسمان پر ایک ناخن کے برابر بھی بادل نہ تھا اور آفتاب اپنی تیزی دکھلا رہا تھا۔ اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ آج بارش بھی ہوگی اور پھر بارش کے بعد زلزلہ کی خبر دی گئی تھی۔ پھر ظہر کی نماز کے بعد یک دفعہ بادل آیا اور بارش ہوئی اور رات کو بھی کچھ برسا اور اس رات کو جس کی صبح میں ۳؍ مارچ ۱۹۰۷ء کی تاریخ تھی زلزلہ آیا جس کی خبریں عام طور پر مجھے پہنچ گئیں۔ پس اس پیشگوئی کے دونوں پہلو تین دن پر پورے ہو گئے۔" (تتمہ صفحہ ۵۵)

مرحوم کو تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ نور ہسپتال میں جہاں آپ اپنی علالت کی وجہ سے مستقل طور پر ابتداء میں بطور رکن اور جنوری ۱۹۴۸ء سے بطور مریض قیام رکھتے تھے۔ اپنے کمرہ میں علاوہ تبلیغی چارٹوں کے نہایت احتیاط کے ساتھ قریباً دو درجن مختلف تبرکات رکھے ہوئے تھے۔ لیکن آپ افسوس سے ذکر کرتے تھے کہ تقسیم ملک کے وقت کسی کے سپرد کئے کہ وہ مغربی پنجاب لے جائیں لیکن وہ ضائع ہو گئے۔ جہاں آپ کو تبرکات کے جمع کرنے کا شوق تھا وہاں آپ ان کو تقسیم بھی کرتے رہتے تھے۔ جلسہ سالانہ ۱۹۵۲ء پر آپ کی درخواست پر حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے ربوہ سے محترم میر محمود احمد صاحب (خلف حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ) کے ہاتھ حضور علیہ السلام کے کسی کپڑے کا ایک حصہ ارسال کیا۔ چنانچہ حاجی صاحب نے اس کا ایک حصہ مجھے بھی بغیر میری درخواست کے عنایت کیا اور میرے کہنے پر محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب تاجر چنتہ کنٹہ (دکن) کو جلسہ سالانہ ۱۹۵۳ء پر ایک تبرک دیا۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک سے قبل بھی آپ نے مجھے ایک ایسا تبرک عنایت کیا تھا۔ جو افسوس کہ قادیان کے حلقہ میں محفوظ نہ رہ سکا۔ میں ڈیوٹی پر دار المسیح میں تھا اور تبرک دار الفضل میں میرے مکان پر۔

حاجی صاحب مرحوم ابتدا زندگی میں بطور ڈسپنسر وغیرہ کام کرتے رہے ہیں۔ بیمار ہونے کے بعد نہایت عسُر کی حالت میں ان کا گذارہ ہوتا تھا۔ آپ نہایت مشفقانہ انداز میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب (انچارج نور ہسپتال) اور محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب (سب انچارج نور ہسپتال) کی عنایات مشفقانہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ یہ تنگی عرصہ درویشی میں اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ لیکن پھر بھی مالی خدمات سلسلہ دین گویا کہ اپنا پیٹ نہایت بری طرح کاٹ کر کرتے تھے جیسے آپ نے ۱/۱۰ کی وصیت کی ہوئی تھی لیکن مئی ۱۹۵۲ء سے اسے بڑھا کر ۱/۸ کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ تحریک جدید میں بھی حصہ لیتے تھے۔ اس وقت آپ کو صرف انتیس روپے ماہوار ملتے تھے۔ جس میں سے حصہ وصیت اور چندہ تحریک وضع کرکے اندازاً صرف ۲۳/- روپے کھانے۔ پارچات اور دودھ۔ نائی دھوبی وغیرہ کے لئے بچتے تھے۔ اس سے ان کی مالی قربانی کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ جس مریض کو اپنی مرض کی نوعیت کے باعث اعلیٰ غذا کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کے پاس معمولی اخراجات ہی کے لئے بمشکل رقم ہوتی ہے۔ جب وہ قربانی کرتا ہے تو وہ دوسرے ہزاروں روپیہ چندہ دینے والوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر قربانی کر رہا ہوتا ہے۔ ہزاروں روپیہ دینے والے اپنی بچت میں سے چندہ دیتے ہیں۔ ان کی رہائش۔ پوشاک۔ غذا۔ اہل و عیال کی آسودگی۔ غرضیکہ بالعموم کسی چیز پر بھی ان چندوں کا اثر نہیں پڑتا۔ لیکن ایک شخص کے پاس ۲۳/- روپے ہوتے ہیں۔ کھانے کے لئے پندرہ روپے درکار ہیں۔ اور نائی دھوبی صابن کے لئے تین روپے بقیہ پانچ روپے میں سے ہی اس نے پارچات بنوانے ہیں۔ اپنی غذا دودھ وغیرہ کا بھی خیال رکھنا ہے جو بالکل ناممکن ہے۔ ظاہر ہے جو بھی مالی خدمت سلسلہ کی وہ ایسی حالت میں کرتا ہے دراصل بھوکا ننگا رہ کر اور فاقوں مر کر اور موت میسر کرتا ہے۔ اور اُسے یقین ہوتا ہے کہ یہ چند روزہ زندگی تو ختم ہو جائے گی دائمی زندگی کے لئے زاد راہ بنانا ضروری ہے۔ جو اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر تکلیف سہیٹر کر ہی کیا جاسکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ اُحد کے برابر کی ہوئی قربانی کا وہ ثواب نہ ہوگا۔ جو آج نہایت ہی قلیل قربانی کا ہے اور حضورؐ کے اس ارشاد کی وجہ ایک طرف اس وقت اسلام کی بے انتہاء بے چارگی اور دوسری طرف قربانی کرنے والوں کی انتہائی غربت تھی۔ اور وہ گویا بری طرح فاقہ اختیار کر کے خدمت اسلام کرتے تھے۔ اس لئے ان کی قربانی کا مقام نہایت ہی اعلیٰ وارفع اور قابل صد رشک تھا۔ حاجی ممتاز علی خاں صاحبؓ کی قربانی کا بھی یہی رنگ تھا۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے اخلاص کو قبول فرمایا۔ اور انجام بخیر ہوا اور بہشتی مقبرہ ان کا مدفن ہوا۔ اس قربانی کی اور بھی زیادہ اہمیت ہو جاتی ہے جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ایک نہایت اعلیٰ خاندان کے فرد تھے۔ آپ کے والد بزرگوار ہندوستان کے مایہ ناز لیڈروں مولانا محمد علی صاحب اور مولانا شوکت علی صاحب کے برادر اکبر تھے۔ ان سب کی ذاتی وجاہت کے علاوہ بھی یہ خاندان رامپور میں ممتاز حیثیت کا مالک تھا۔

آپ کو بھی ۱۹۴۷ء میں مجبوراً ہجرت کرنی پڑی تھی۔ لیکن پھر ۱۹۴۸ء میں واپس قادیان اس نیت کے ساتھ آ گئے تھے۔ کہ قادیان ہی میں ان کو موت نصیب ہو۔ آپ کی وفات ۱۹؍ جولائی کو ہوئی۔ اس روز قریباً بارہ گھنٹے متواتر موسلا دھار بارش ہوئی۔ اور پھر اگلے روز بھی قریباً پانچ گھنٹے بارش ہوئی۔ ۱۹۴۷ء اور ۱۹۵۰ء کی بارشوں سے بھی یہ بارش بڑھ گئی اب تو نہ صرف ریل کی پٹڑی کی روک بھی بھی تھی کہ اسے کاٹا نہیں گیا تھا۔ اور بوٹڑی صاحب کی طرف نہر بھی بن چکی ہے۔ باوجود اس کے شہر قادیان نہ صرف (باقی صفحہ ۱۱ پر)

بقیہ صفحہ نمبر (۳)

مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہا۔ تو معاویہ نے اس سے کہا کہ تم ہمارے باہمی اختلافات سے دھوکہ کھایا ہے اگر تم نے حملہ کیا تو خدا کی قسم علی کی طرف سے سب سے پہلا جرنیل جو تمہارے مقابلہ پر نکلے گا وہ میں ہوں گا بادشاہ یہ سن کر ڈر گیا اور اس نے حملہ کا ارادہ ترک کر دیا۔ مگر آج یہ کیفیت ہے کہ بات بات میں ایک دوسرے کی مخالفت کی جاتی ہے۔ اور بقول اکبر الٰہ آبادی مسلمان صرف اتنا کہتا رہتا ہے۔

؎ فرنگی کو تو یوں ہی کپڑے پڑیں

ان حالات میں ضروری ہے کہ مسلمان آپس کے اختلافات کو دور کریں۔ اور اپنی طاقت سے مجموعی رنگ میں فائدہ اُٹھائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مردم شماری کرائی۔ تو پتہ لگا کہ مسلمان سات سو ہیں۔ اس پر صحابہ نے کہا یا رسول اللہ آپ نے کیوں مردم شماری کروائی تھی کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ اب بھی ہمیں کوئی تباہ کر سکتا ہے یا رسول اللہ اب تو ہم سات سو ہو گئے ہیں اب ہمیں کون مٹا سکتا ہے۔ یہ مسلمانوں کی حالت تھی۔ مگر اب کروڑوں ہونے کے باوجود مسلمان ڈرتے ہیں۔ اس کا علاج یہی ہے کہ اپنے مطمح نظر کو اونچا کیجئے۔ اختلافات کو دور کیجئے۔ اور مسلمانوں کے اتحاد کے سبق کو دہراتے چلے جایئے جب آپ بار بار ان باتوں کو دہرائیں گے تو آہستہ آہستہ مسلمانوں کے اندر بیداری پیدا ہو جائے گی۔ وہ اتحاد کی اہمیت کو سمجھنے لگ جائیں گے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ دکھ اور ذلت کے دن کامیابی اور عزت سے بدل جائیں گے۔

مغربی پنجاب میں احمدیوں کے خلاف طوفان

روزنامہ پرتاب مورخہ ۲۳ جولائی کی ذیل کی خبر پڑھئے جو ذیل کے تین جلی عنوانات کے تحت دی گئی ہے۔

(۱) مغربی پنجاب میں احمدیوں کے خلاف زبردست طوفان اُٹھنے لگا۔

(۲) احمدیوں کا ہیڈکوارٹر ربوہ خالی ہوگیا۔

(۳) ان کے خلیفہ کو امریکہ یا بھارت بھیجدیا جائے گا۔ احمدیوں نے مغربی پنجاب سے دوسرے صوبوں کو ہجرت شروع کر دی ؟؟

جالندھر ۲۲ جولائی نیشنل نیوز ایجنسی کو نہایت معتبر اطلاعات کی بنا پر معلوم ہوا ہے۔ کہ مغربی پنجاب میں ایک بار پھر احمدیوں کے خلاف زبردست طوفان اُمڈنے والا ہے۔ احمدیوں نے اس خطرہ کا احساس کرتے ہوئے مغربی پاکستان کے دوسرے صوبوں کو ہجرت شروع کر دی ہے۔ پاکستان سے آنے والوں نے بتایا ہے۔ کہ احمدیوں کا ہیڈکوارٹر ربوہ عملی طور پر خالی ہوگیا ہے۔ ان کے خلیفہ کراچی چلے گئے ہیں۔ دیگر سرکردہ احمدی بھی کراچی میں جمع ہو گئے ہیں۔ اور حکومت پر زور ڈال رہے ہیں۔ کہ چونکہ ختم نبوت کی تحریک مغربی پنجاب میں احمدیوں کے لئے ایک زبردست مصیبت کا باعث بن رہی ہے۔ اس لئے مغربی پنجاب میں ان کے تحفظ کا معقول اور مناسب انتظام کیا جائے۔ ان پاکستانیوں نے یہ بھی بتایا کہ اینٹی احمدی عناصر احمدیوں کو تہ تیغ کرنے کے لئے خفیہ طور پر منظم منصوبے بنا رہے ہیں۔ اور اگر ان منصوبوں پر عمل شروع ہوگیا تو مغربی پنجاب کے سابقہ فسادات بھی مات ہو جائیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ احمدیوں کے خلیفہ کو یا تو امریکہ بھیجدیا جائے گا یا ہندوستان بھیجنے کی کوشش کی جائے گی۔ ان پاکستانیوں کے بیان کے مطابق مغربی پنجاب میں حالات اس وقت نہایت خطرناک ہو چکے ہیں "

احمدی دوست ایسی خبروں سے ہراساں نہ ہوں۔ اس کا اندرونہ بتلاتا ہے کہ یہ غلط ہے۔ مثلاً حضور کے کراچی جانے کا ذکر ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا گیا گیا ہے۔ کہ حضور کو امریکہ بھیجدیا جائے گا۔ حالانکہ یہ خبر بار بار جماعت احمدیہ کے اخبارات الفضل (لاہور) المصلح (کراچی) اور بدر (قادیان) میں شائع ہو چکی ہے۔ کہ حضور علاج کی خاطر کراچی تشریف لے گئے۔ پرتاپ میں خبر کراچی جانے کی خبر اس وقت شائع ہو رہی ہے۔ جبکہ حضور کو وہاں سے ناصر آباد روانہ ہوئے قریباً دو ہفتے گذر چکے ہیں اور ناصر آباد وہ مقام ہے جہاں صدر انجمن اور تحریک جدید انجمن احمدیہ کی اراضیات ہیں۔ اور حضور ان کا معائنہ کرنے اور حسابات کی جانچ پڑتال کروانے تشریف لے جایا کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضور کا مرکز ربوہ (ضلع جھنگ) واپس آنے کا پروگرام ہے۔ پھر یہ بھی کوئی لکی چھپی بات نہیں کہ چند ماہ قبل مشاورت میں خود جماعت نے یہ تجویز پیش کی کہ حضور علاج کے لئے امریکہ تشریف لے جائیں۔ اور سلسلہ کے اخبارات میں اس کے لئے چندہ کی تحریک کی گئی ہے امریکہ کے مجوزہ سفر کا قطعاً مخالفت کے خطرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور ربوہ بفضلہ تعالیٰ ویسے ہی آباد ہے۔ قریباً ہر ہفتہ وہاں سے دوست قادیان آتے رہتے ہیں بے شک ۱۹۵۳ء میں دفعہ مغربی پنجاب میں کئی مقامات پر اسلامی جماعت کی اشتعال انگیز تقریروں اور معاندانہ مظاہروں کی بناء پر نافذ کی گئی ہے۔ اور وزیر تعلیم پنجاب چوہدری علی اکبر خاں نے اس کا ذکر اپنے بیان میں کیا ہے (بحوالہ روزنامہ ملت لاہور مورخہ ۲۰ ۷/۵۴) لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہاں سے احمدی بھاگ رہے ہیں اور ربوہ خالی کر دیا گیا ہے۔ حکومت لب اتفاق دور بینی اور دانشمندی سے ایک اقدام کرتی ہے۔ اور اس میں احتیاط کا پہلو مدنظر رہا ہے اور لوگ بھی بعض اوقات احتیاطاً حکومت کو توجہ دلاتے ہیں۔ نہ اس سے یہ مراد ہوتا ہے کہ ان کا ناطقہ بند کر دیا گیا ہے۔ اور ان کا قافیہ تنگ کیا جا رہا ہے۔ تقسیم ملک کے بعد مشرقی پنجاب کے کئی حصہ میں ۱۴۴ دفعہ نافذ رہی ہے۔ ضلع گورداسپور کے ایک حصہ میں ابھی تک نافذ ہے۔ اس کا مقصد محض احتیاط ہے دلیس۔

جماعت احمدیہ ایسی جماعت نہیں جو حقیقی خطرہ میں بھی بزدلی کا رنگ دکھائے گذشتہ سال ان تمام کے قتل ہونے اور تباہ ہونے میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔ تب بھی وہ تمام ثابت قدم رہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حالات بہت سازگار ہیں البتہ الٰہی سلسلوں کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی الٰہی سلسلہ قائم کیا جاتا ہے۔ اس کی شدید مخالفت کی جاتی ہے اس کے استیصال کی انتہائی کوشش ہوتی ہے۔ مردوں کے رنگ میں اس پر عرصہ دشوار کے دور آتے ہیں۔ لیکن ہر لمحہ اور ہر دور الٰہی جماعت کی ترقی کا ہی موجب ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جاتا ہے۔ اور حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے۔ وہ دور کیوں جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیرہ سالہ مکی زندگی کیسے دردناک مصائب سے پُر تھی۔ پھر مدنی زندگی میں بھی پورا امن نصیب نہیں ہوا۔ لیکن اس سارے عرصہ میں دین خداوندی روز افزوں ترقی کرتا رہا سلسلہ احمدیہ کی بھی یہی حالت ہے۔ اور اس کے متعلق یہی وعدۂ الٰہی ہے۔

قارئین کرام پر یہ واضح رہے کہ ایسی خبریں دینے والوں کے مدنظر کئی مقاصد ہوتے ہیں۔ مثلاً (۱) جماعت احمدیہ خوف و ہراس میں مبتلا ہو جائے۔ اور ان کے ایمان میں تزلزل واقع ہو۔ اور شکست خوردہ ذہنیت ان میں پیدا ہو۔ ان کی تحریک کمزور پڑ جائے۔ (۲) جماعت کے خلاف اخبار میں معاندانہ پراپیگنڈا کرکے جماعت کے وقار اور اہمیت اور پوزیشن کو گرایا جائے (۳) چونکہ پاکستان والے بھارت کے متعلق یہ الزام لگا رہے ہیں کہ گذشتہ گئو رکھشا کی تحریک کے مارے مسلمانوں کی گھر کو بار سے نکاسی تیز ہوگئی ہے۔ ممکن ہے اس خبر سے یہ ظاہر کیا گیا ہو کہ اے مسلمانو بھارت کو طعنہ دینے سے پہلے تم اپنے گریبان میں منہ ڈالو تمہارے عدوں سے خود مسلمان کہلانے والے ملک چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔

کوریا کی نازک حالت

کوریا کی تعمیر نو و بحالی کے لئے اقوام متحدہ کے کمشن کے صدر کا اندازہ ہے۔ کہ جنوبی کوریا کو ۱۹۴۷ء کی سطح پر لانے کے لئے کم از کم دس ارب روپیہ کی لاگت آئے گی۔ ۲۵ ممالک نے ۳۵ کروڑ کے چندے دیئے ہیں۔ گویا کہ اس کی اقتصادی و مالی حالت یہاں تک نازک ہو چکی ہے۔ چند سال پہلے بھی کوئی سیاستدان نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ کوریا میں جنگ ہوگی اور یوں حالت زار ہوگی۔ لیکن خدائے علیم نے حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کو ۱۹۰۴ء میں اطلاع دی تھی کہ "ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت" جو پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔

معمولی غلط فہمی صرف لاکھوں سال قائم رہی

روزنامہ پرتاب جالندھر زیر عنوان

" ماضی کی تلاش میں" لکھتا ہے

کہ بہت سے یورپین علماء اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ سنسکرت کے مطالعہ کے بغیر ترقی اور واقفیت کے تمام دروازے ان پر بند رہیں گے۔ نیز یہ بھی تسلیم کیا کہ ہم اپنی تاریخ کے ابتدائی دور کے صحیح حالات آج تک معلوم نہیں کر سکے زیادہ سے زیادہ گذشتہ پانچ چھ ہزار برس تک کے کچھ حالات تو ہمیں معلوم ہیں۔ ہماری تہذیب کی عمر کا اندازہ کئی لاکھ برس بتایا جاتا ہے۔ (۲۰ ۶/۵۴)

اسی طرح اخبار میں مرقوم ہے:۔

" رشی دیانند کے پرادر بھاؤ سے پہلے تو ہندو کسی آہندو کو ہندو بنانے کو تیار ہی نہ تھے۔ ان کے نزدیک ان کا دھرم کسی غیر ہندو کو ہندو دھرم میں پرویش کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ یہ تو رشی کی برکت ہے کہ انہوں نے ویدک دھرم کو منش ماتر کے لئے بتایا اور دنیا بھر پر اس کا دروازہ کھول دیا۔ ..... ہندوؤں کی بڑی بھاری تعداد ابھی تک غیر ہندوؤں کو ہندو بنانے پر تیار نہیں ہوئی " (۱۳ ۶/۵۴)

ہمیں ان امور سے اتفاق ظاہر کرنے سے کوئی باک نہیں۔ کہ ہندو تاریخ کے ابتدائی دور سے کوئی بھی شناسا نہیں۔ اس کی تاریخ کئی لاکھ سال سے تاریکی کے پردہ میں مستور ہے۔ اور کسی کو صحیح حالات کا علم نہیں۔ گویا لاکھوں سال قبل ہندوؤں کے دلوں سے اس کی قدر کم ہو گئی تھی۔ اب بھی جو کچھ پتہ لگتا ہے۔ وہ یورپین مصنفین کے باعث۔ ورنہ ویدک تہذیب کی زبان تک مردہ ہو چکی ہے۔ کسی علاقہ میں نہیں بولی جاتی جو کچھ معلوم ہے وہ یہ کہ وید اس کی بنیاد ہے اور موجودہ ترقی یافتہ صدی میں بھی شودر اور نیچ کہلانے والوں پر مندروں کے دروازے بند رکھے جاتے ہیں۔ اور ان کی مساوات باوجود آئینی حق ہونے کے محروم رکھا جاتا ہے پھر لاکھوں سال تک تو کسی غیر ہندو کو ہندو بنانے کی اجازت تسلیم نہ تھی۔ اب یکایک پنڈت دیانند جی کے کہنے سے آریہ سماج پر یہ بات روشن ہوگئی۔ کہ یہ مذہب تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے۔ اور لاکھوں سال تک ہندو قوم غلط فہمی میں مبتلا رہی اور دوسروں کو اس مذہب میں شمولیت سے روک کر گنہگار ہوتی رہی ہے۔

*

سبحان اللہ کیا معمولی غلط فہمی ہے۔ جو زیادہ عرصہ نہیں بلکہ لاکھوں سال کی قلیل مدت تک رہی۔

اخبار عالم احمدیت

تین احمدی طلبہ کی شاندار کامیابی - نائیجیریا - گولڈ کوسٹ احمدیہ مشنوں کی سرگرمیاں

تین طلبہ کی شاندار کامیابی تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے ایک طالبعلم منور احمد نے انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں $\frac{۴۹۸}{۶۵۰}$ نمبر حاصل کرکے یونیورسٹی بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کرلی۔ منور احمد ۱۹۵۲ء میں امتحان میٹرک میں $\frac{۶۴۶}{۸۵۰}$ نمبر حاصل کرکے یونیورسٹی بھر میں اول آئے تھے۔

اسی طرح انٹرمیڈیٹ آرٹس میں پہلے دس کامیاب طلباء میں کالج کے ایک اور طالبعلم محمد اسلام بھٹی ہیں۔ جنہوں نے ۴۱۲ نمبر حاصل کرکے یونیورسٹی میں ساتویں پوزیشن حاصل کی ہے۔ فالحمدللہ۔

جامعہ نصرت ربوہ کی تیرہ طالبات میں سے بارہ کامیاب ہوئی ہیں۔ ایک طالبہ کے نتیجہ کا اعلان فیس کے حسابات طے ہو جانے کے بعد کیا جائے گا۔ فالحمدللہ۔

الف۔ ایس۔ سی زنانہ میڈیکل کے امتحان میں ایک احمدی طالب علم شہباز خاں جنہوں نے سیالکوٹ سے پرائیویٹ طور پر امتحان دیا تھا۔ ۵۰۹ نمبر لے کر یونیورسٹی بھر میں سوئم رہے ہیں۔ آپ چوہدری محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ بھڈال کے صاحبزادہ ہیں۔ الحمدللہ

ربوہ میں بجلی مرکز ربوہ (مغربی پنجاب) میں بجلی کی آمد کی خبر پہلے دی جا چکی ہے۔ اسبارہ میں مزید تفصیل درج ذیل کی جاتی ہے۔

۸ رجون کو سرشام ہی چرچے شروع ہوگئے کہ آج رات ربوہ میں بجلی آرہی ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد لوگ جوق در جوق مسجد مبارک میں جمع ہونے شروع ہوگئے۔ نو بجے یکایک کرنٹ آگیا۔ اور مسجد مبارک قمقموں سے جگمگا اٹھی دوسرے ہی لمحہ ربوہ باسیوں کے ہاتھ الٰہی بارگاہ میں اٹھے۔ اس نعمت کا شکریہ ادا کر رہے تھے جب دعا کے خاتمہ پر تشکر کے آنسوؤں سے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ سڑک پر پہنچے۔ تو حیران رہ گئے۔ کہ چند منٹ پیشتر تک کی ویران سڑکیں جگمگ جگمگ کر رہی تھیں۔ ایک طرف سڑکوں کے کنارہ استادہ بجلی کے کھمبے ٹیوبوں سے مزین تھے تو دوسری طرف دونوں سڑکوں کے اوپر لگا ہوا رنگ برنگے قمقموں کا گیٹ دعوت نظارہ دے رہا تھا۔ (مصباح)

ربوہ میں کالج کا افتتاح - ۲۸ رجون تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا افتتاح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے فرمایا۔ اب تک کالج لاہور میں تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ کالج جس مقصد کے لئے قائم کیا گیا تھا اس کو پوری طرح نبھا رہا ہے۔ اور جبکہ دوسرے کالج مذہب سے متأثر کر کے سوسائیٹی میں دھکیل دیتے ہیں۔ یہ کالج نہ صرف ان برے نتائج سے محفوظ رکھتا ہے۔ بلکہ دین و مذہب سے دلچسپی پیدا کرتا ہے

احمدیہ مشن نائیجیریا نائیجیریا کے ہفت روزہ ٹروتھ سے جو جماعت احمدیہ کا آرگن ہے معلوم ہوا۔ کہ (۱) مولوی نسیم سیفی صاحب مبلغ ہر سوموار کو ریڈیو پر قرآن مجید پڑھتے اور اس کا انگریزی میں ترجمہ سناتے ہیں۔ (۲) مسلمانوں کی طرف سے وزیر تعلیم کو مغربی علاقہ کے متعلق میمورنڈم پیش کیا گیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ اس علاقہ کی ۷۵ فی صدی آبادی مسلمان ہے۔ لیکن بچانوے فی صدی مدارس عیسائیوں کے ہیں۔ اور تعلیمی بجٹ کا ۹۵ فیصدی عیسائیوں پر ہی خرچ ہوتا ہے۔ مسلمان پسماندہ ہیں۔ ان کے صرف پانچ فی صدی مدارس ہیں۔ ۱۸۷۷ء سے حکومت ان کو امداد دے رہی ہے ۱۹۲۷ء تک ۱۳۲ عیسائی مدارس کو مدد دیتی تھی۔ اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ ۱۹۵۵ء کے بعد پرائیویٹ مدارس کھولے جانے کی اجازت نہ ہوگی۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ کثرت عیسائی مدارس کی ہے۔ اور عیسائی ٹیچر ہی کثرت سے ہیں۔ اگلے سال سے ہمیشہ ۷۵ فی صدی آبادی پر پانچ فی صدی اور ۲۵ فیصدی آبادی پر ۹۵ فی صدی اخراجات تعلیم حکومت کرتی رہے گی۔ اور پسماندہ مسلمانوں کو مجبوراً عیسائیت زدہ مدارس میں تعلیم پانا ہوگی۔ جس کے نتیجہ میں وہ اپنے مذہب سے بیگانہ ہوتے جائیں گے۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ حکومت اپنے صرفہ سے تناسب آبادی کے لحاظ سے مسلمانوں کو مدارس بنا کر دے

(۳) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ پر قاتلانہ حملہ کے تعلق میں نائیجیریا کی مسلم کانگریس کے جنرل سیکرٹری نے امیر جماعت احمدیہ نائیجیریا کو لکھا کہ اخبار میں یہ پڑھ کر بہت مسرت ہوئی کہ حضور کا زخم تسلی بخش رفتار سے مندمل ہو رہا ہے۔ ہم کانگریس کی کثیر تعداد کی طرف سے حضور کی خدمت میں یہ پیغام پہنچا دیں کہ ہم حضور کی شفائے عاجلہ کے لئے مسلسل دعائیں کرتے ہیں اور اس لئے بھی کہ عالم اسلامی کے لئے آپکی عمر دراز سے زیادہ مفید ثابت ہوں۔

مشن گولڈ کوسٹ مکرم قریشی محمد افضل صاحب مبلغ گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ) لکھتے ہیں کہ سارے گولڈ کوسٹ میں جماعت احمدیہ تعلیمی ادارہ ہی وہ اسلامی ادارہ ہے۔ جو مسلمانوں کے وقار کو قائم ہے۔ اس وقت جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام ایک تعلیم الاسلام کالج دو تعلیم الاسلام مڈل سکول۔ سات تعلیم الاسلام پرائمری سکول اور دو عربی سکول اور ملک کے گوشہ گوشہ میں اسلامی تعلیم کے مراکز ہیں۔ گولڈ کوسٹ کی ۴۰ لاکھ آبادی میں سے ۹ لاکھ مسلمان ہیں۔

مجالس خدام الاحمدیہ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کو مئی تک قریباً دو درجن مقامات سے مجالس کی رپورٹیں آئی ہیں۔ جن میں خدمت خلق سے متعلق مساعی کا ذکر ہے۔ بعض "خلاصتہ" درج ذیل کی جاتی ہیں۔ احباب پر یہ واضح رہے کہ الخلق عیال اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مخلوق اللہ تعالےٰ کا عیال ہے۔ کیونکہ مخلوق سے ہمدردی خالق کی پیدا کردہ جنس سے ہمدردی ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کو ایسی ہی محبوب ہے جیسے کسی شخص کے عیال سے کوئی ہمدردی کرے تو وہ اسے دل وجان سے پسند کرے گا اور اس کی قدر کرے گا اور اس کی نیک جزا دے گا ایک حدیث کی رو سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ننگوں کو کپڑے پہنانا۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا قیامت کے روز یوں قرار دے گا گویا خود اللہ تعالےٰ ننگا تھا تو اسے کپڑے دیئے اور خود بھوکا تھا تو اسے کھانا کھلایا۔ سوان رپورٹوں کے ذکر سے ہمارا مقصد مجالس کو تحریص دلانا ہے کہ وہ بھی ان نیک کاموں میں جو سوشل سروس کا رنگ رکھتے ہیں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اور ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوں اور ان کی تکالیف کو اسی طرح محسوس کریں جیسے کہ اپنے آپ کو تکلیف پہنچی ہو۔ بیماروں کی تیمارداری اور ان کو دوا لاکر دینا۔ علاج کی سہولتیں بہم پہنچانا۔ یتامیٰ کی تعلیم وگذر اوقات کا انتظام کرنا۔ بیوگان کا سودا سلف لاکر دینا۔ مسافروں کا بوجھ اٹھانا۔ ان کو راستہ بتلانا وغیرہ جیسیوں (باقی صـ۱۱ پر)

میری رفیقۂ حیات کی وفات!

میری رفیقۂ حیات کا کراچی میں ۱۶ رجولائی ۵۴ء کو ۴ بجے صبح انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ۵۰ سال سے میری رفیق حیات تھیں اور قادیان کی ان تین خوش قسمت خواتین میں سے ایک تھیں جن کو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا "بہو" کہہ کر بلاتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور عسر و یسر میں اس نے ایک شکر گذار اہلیہ کی حیثیت میں میرے ساتھ عمر بسر کی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ مجھے سلسلہ کی خدمت کا جو بھی موقعہ در سعادت نصیب ہوئی اس میں مرحومہ شریک تھیں۔ میں اپنے مخلصین بھائیوں سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے مقام پر مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت اور ترقی درجات فرما کر میرے صدمہ میں شریک ہوں۔ خاکسار عرفانی الاسدی

۱۷ رجولائی ۱۹۵۴ء - نزیل سکندرآباد

نوٹ:- تیرہ صدیوں کے بعد مشیت ایزدی نے ایک نبی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے وجود باجود میں برپا کیا۔ کیسے ہی بابرکت وہ وجود تھے۔ جنہوں نے حضور کو دیکھے۔ حضور کے دہن مبارک سے الہامات سنے اور حضور کے اخلاق عالیہ کو مشاہدہ کرنے اور حضور پر ایمان لانے کی سعادت پائی۔ ایسے بابرکت اصحاب کے ایمان و عرفان کا ہم اندازہ لگانے سے بھی قاصر ہیں۔ کہ تازہ بتازہ نشانات الٰہیہ دیکھنے سے کس برق رفتاری سے ترقی کرتا تھا۔ ایسے باسعادت احباب سے جماعت احمدیہ بہت جلد محروم ہو رہی ہے۔ اسی پرچہ میں قادیان کے ایک صحابی کی وفات کی خبر دی گئی ہے۔ چند روز قبل کئی ایک صحابہؓ فوت ہوئے ہیں۔ ہمیں ان سب کے پسماندگان سے قلبی ہمدردی ہے۔ ان کی وفات کے صدمات قومی صدمات ہیں۔ اللہ تعالےٰ بقیہ حیات صحابہ کی عمروں میں برکت دے۔ اور ان سب کی برکات زندگی میں بھی اور بعد میں بھی جماعت کے شامل حال رکھے۔ اور ہمیں ان کا نیک جانشین بننے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔

(ایڈیٹر)

اختر علی خاں نے ۲ر مارچ کو عوام کو یقین دلایا کہ وہ پہلے کی طرح اب بھی صدق دل سے تحریک کے ساتھ ہیں!

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا تیسرا باب

جلوس

۲۸ر فروری ۱۹۵۳ء۔ ۲۷ر تاریخ کو کراچی میں اور ۲۷ اور ۲۸ر فروری کی رات کو پنجاب میں گرفتاریاں ہونے کی وجہ سے لاہور میں دکانیں بند رہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی احتجاجی جماعتیں گلی کوچوں میں گھوم کر غیر رضامند دکانداروں کو دکانیں بند کرنے پر زور دیتی رہیں۔ دوپہر کو باغ بیرون دہلی دروازے میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ جہاں ایسے رضاکاروں کو ہار پہنائے گئے۔ جنہوں نے خود کو گرفتاریوں کے لئے تیار کیا تھا۔ اور انہیں سول سکرٹریٹ کی جلوس کی شکل میں لے جایا گیا راستے میں جلوس نے اپنا خیال بدل لیا۔ اور گورنمنٹ ہاؤس کی طرف جانے کے ارادے سے مال روڈ پر چلنا شروع کر دیا۔ ہجوم پانچ چھ ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ لیکن اس وقت اس کا تشدد کی جانب کوئی سامان نہیں تھا۔ جلوس والے صرف حکومت۔ پولیس اور احمدیوں کے خلاف نعروں پر اکتفا کر رہے تھے۔ جلوس کو چیرنگ کراس پر روک لیا گیا۔ اور اسے منتشر ہونے کو کہا گیا۔ اس وقت وہاں کمشنر۔ انسپکٹر جنرل پولیس ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور پولیس کے سینئر سپرنٹنڈنٹ بھی موجود تھے۔ ہار پہنے ہوئے رضاکار آگے بڑھے۔ اور انہوں نے اپنے کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ انہیں بتایا گیا کہ چونکہ پبلک کے اجتماع یا جلوس پر کوئی پابندی نہیں۔ اور انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ اس لئے انہیں گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔ رضاکاروں نے گرفتار کئے جانے پر زور دیا۔ اور سڑک کو ٹریفک کے لئے صاف کرنے کی غرض سے انہیں تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۰۷ اور ۱۵۱ کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ اور ٹرک پر بٹھا کر شہر سے کچھ فاصلے پرے جا کر چھوڑ دیا گیا۔ ہجوم پھر منتشر ہو کر مختلف سمتوں میں بکھر گیا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد کمشنر۔ ہوم سیکرٹری انسپکٹر جنرل پولیس۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے تھانہ سول لائن میں میٹنگ کی۔ اور صورت حالات پر بحث کے بعد جلسوں اور جلوسوں پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا۔

معافی کا رد عمل

یکم مارچ۔ یہ جلوسوں اور گرفتاریوں کا دن تھا۔ یہ خبر کہ مولانا اختر علی خاں نے معافی مانگ لی ہے۔ سارے شہر میں پھیل گئی۔ لوگوں کو غصہ آ گیا۔ اور انہوں نے میکلوڈ روڈ پر مولانا کے گھر کو گھیر لیا۔ پولیس کا ایک دستہ موقع پر پہنچ گیا اور مولانا کے بیٹے کی طرف سے یہ یقین دلائے جانے پر کہ مولانا اپنے گاؤں کرم آباد ضلع گوجرانوالہ میں ہیں۔ ہجوم منتشر ہو گیا۔ اس وقت مولانا احمد علی نے دہلی دروازہ کے باہر ایک بڑا جلوس منظم کیا۔ یہ ہجوم تشدد پر آمادہ معلوم ہوتا تھا اس نے پولیس کی ایک گاڑی پر خشت باری کر کے اسے نقصان پہنچایا۔ مولانا احمد علی کو پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۳ کے تحت اور دوسرے ۲۲ افراد کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۰۷ اور ۱۵۱ کے تحت گرفتار کیا گیا۔ ایک اور جلوس ہائی کورٹ کی بلڈنگ کے پاس سے نکلا۔ جو گورنمنٹ ہاؤس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اسے روک دیا گیا۔ اور ایڈیشنل ایس۔ پی نے ۱۲۹ افراد کو گرفتار کر لیا۔ دوپہر کے بعد گورنمنٹ ہاؤس کے لئے دہلی دروازے کے باہر سے ایک اور جلوس نکلا۔ لیکن اسے کمشنر ہوم سیکرٹری۔ انسپکٹر جنرل پولیس اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی موجودگی میں چیرنگ کراس پر روک لیا گیا۔ بہت سے آدمیوں نے آگے بڑھ کر اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ انہیں ٹرک میں بٹھا کر پہلے دن کی طرح لاہور سے باہر لے جا کر چھوڑ دیا گیا۔ ہجوم پھر تشدد کے آثار ظاہر کئے بغیر منتشر ہو گیا۔

بزدلی کا طعنہ

۲ر مارچ معلوم ہوتا ہے۔ یہ سن کر کہ مولانا اختر علی خاں تحریک سے پسپائی اختیار کر کے کرم آباد میں خانہ نشین ہو گئے۔ بعض مقامی افراد ان کے پاس گئے اور انہیں بزدلی کا طعنہ دیا۔ مولانا نے اس الزام سے انکار کیا۔ اور یکم مارچ کی شام یا ۲ر مارچ کی صبح کو لاہور آ گئے۔ وہ مسجد وزیر خاں پہنچے۔ اور اپنے موقف کی وضاحت کرنے کی سعی کرتے ہوئے یقین دلایا۔ کہ وہ پہلے کی طرح اب بھی صدق دل سے تحریک کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے یہ اعلان بھی کیا۔ کہ وہ اس روز تیسرے پہر اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کریں گے اس اعلان کے مطابق شام کو دس ہزار افراد کا ایک جلوس مسجد وزیر خاں سے روانہ ہوا۔ اس جلوس کو جو بڑا مخالفانہ اور ہنگامہ پرور انداز لئے ہوئے تھا۔ چیرنگ کراس کے قریب روکا گیا۔ یہاں کمشنر ہوم سیکرٹری انسپکٹر جنرل پولیس۔ ڈی۔ آئی۔ جی پولیس اور ایس۔ ایس پی موجود تھے۔ جلوس کو غیر قانونی اجتماع قرار دیا گیا۔ اور مولانا اور بعض دوسرے افراد کو گرفتار کر کے ایک جگہ پولیس کے گھیرے میں رکھا گیا۔ اور اس موقعہ پر کوئی ایک ہزار افراد کے ہجوم نے پولیس پر اچانک تیر بول دیا۔ اور اینٹیں روڑے۔ ٹین کے ڈبے۔ بوتلیں اور دوسری چیزیں پھینکنی شروع کر دیں۔ اس حملہ میں پولیس کے گیارہ عہدیدار جن میں دو سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس یعنی مسٹر ذوالقرنین خاں اور مسٹر ٹیلر بھی شامل تھے۔ زخمی ہو گئے۔ حملہ آور ہجوم پر لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ پھر مولانا اختر علی خاں کو جیل میں لے جایا گیا۔ اور اکتالیس افراد کو حملہ اور بلوہ کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ جن لوگوں کو مولانا اختر علی خاں کے ساتھ پہلے گرفتار کیا گیا تھا۔ انہیں پہلے کی طرح لاہور سے باہر لے جا کر چھوڑ دیا گیا۔ اسی اثنا میں ہجوم منتشر ہو گیا۔

اس کے بعد کمشنر ہوم سیکرٹری۔ انسپکٹر جنرل پولیس۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ سی آئی ڈی نے تھانہ سول لائن میں کانفرنس کی صورت حال چونکہ بڑی سرعت سے خراب ہو رہی تھی۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا۔ کہ دسویں ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ کو اطلاع دی جائے۔ اور ان سے درخواست کی جائے کہ فوج لے کر آ جائیں۔ اور شہری طاقت کی اعانت کے لئے تیار رہیں۔ جرنیل صاحب خود تو نہیں آئے۔ لیکن انہوں نے اپنے جنرل سٹاف آفیسر نمبر ۱ لیفٹیننٹ کرنل شیر خاں اور دو دوسرے افسروں کو بھیجا۔ جنہوں نے آ کر بتایا۔ کہ فوج کو بلانے کے لئے صوبائی حکومت کی جانب سے مطالبہ ضروری ہے۔ اس پر قدرے بحث ہوئی۔ شہری حکام کو اس امر پر اصرار تھا۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو حکومت سے کہے سنے بغیر فوج سے مدد طلب کرنے کا اختیار ہے۔ اس کے برعکس فوجی حکام اس موقف پر ڈٹے ہوئے تھے۔ کہ چونکہ فوج کے خرچ کا سوال بیچ میں آ پڑتا ہے۔ اس لئے اسے طلب کرنے کی درخواست رسمی طور پر صوبائی حکومت کی جانب سے آنی چاہیئے۔ اس بحث میں انسپکٹر جنرل پولیس نے حکومت پنجاب کی جانب سے تحریری مطالبہ کرنے کی پیشکش کی۔ اس لئے ایک مراسلہ کا مسودہ مرتب کیا گیا۔ اور ہوم سیکرٹری نے دستخط کر کے اسے فوجی افسروں کے حوالے کر دیا۔

اس مراسلہ میں کہا گیا تھا۔ کہ چونکہ لاہور میں سخت گڑبڑ ہونے کا اندیشہ ہے۔ اور محسوس کیا جا رہا ہے۔ کہ شہری حکام شاید صورت حال سے عہدہ برآ نہ ہو سکیں۔ اس لئے صوبائی حکومت نے ہوم سیکرٹری سے کہا ہے کہ گڑبڑ کو روکنے یا دبانے کی غرض سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اعانت کے لئے وہ فوجی امداد کی درخواست کریں۔ اس تحریری مطالبہ میں کہا گیا۔ کہ فوج کی تعداد اور اس کے قیام کے وقت اور طریقہ کی تفصیلات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور بعد میں جنرل آفیسر کمانڈنگ کو بتائیں گے۔ کانفرنس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا۔ کہ دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت ایسا حکم جاری کر دیا جائے۔ جس کی رو سے لاہور کارپوریشن کے بعض حصوں میں جلوس نکالنے کی ممانعت کر دی جائے۔ اسی شام کابینہ کا ایک اجلاس وزیر اعلیٰ کی قیام گاہ پر ہوا۔ اس میں چیف سیکرٹری اور دو افسر بھی شامل ہوئے۔ جنہوں نے صبح تھانہ سول لائن میں کانفرنس کی تھی۔ ان فیصلوں کی تصدیق کی۔ جو صبح تھانہ سول لائن میں ہوئے تھے۔ آدھی رات کے تھوڑی دیر بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت ایک حکم جاری کیا۔ جس کی رو سے پانچ یا زیادہ اشخاص کا اجتماع غیر قانونی قرار دیا۔ اس حکم کا نفاذ لاہور کارپوریشن کی حدود میں اس علاقہ کے سوا ہر جگہ کیا گیا۔ جو سرکلر روڈ سے گھرا ہوا تھا۔

فوج کی آمد

۳ر مارچ۔ یہ دن نسبتاً بہت کم واقعات والا تھا۔ فوج باغ جناح میں چلی آئی۔ اور صبح ہی سول لائن میں اور فصیل کے اندر کے علاقہ کے سوا باقی شہر میں گشت لگانے لگی۔ انارکلی میں اکتیس افراد کو جو دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکم کی خلاف ورزی کر رہا تھا۔ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر ایم۔ اے کے چودھری کے حکم پر لاٹھی چارج کر کے منتشر کر دیا گیا۔ پولیس کے ایک اور دستہ نے جو خود انسپکٹر جنرل پولیس کی قیادت میں جا رہا تھا۔ اور دو اور جلوسوں کو روک کر منتشر کر دیا۔ اس روز اہم واقعہ صرف یہ رونما ہوا۔ کہ پولیس کے ایک دستہ پر جو آغا سلطان احمد انسپکٹر کی قیادت میں جا رہا تھا۔ یہ ہجوم میکلوڈ روڈ سے منٹگمری روڈ کے راستے چیرنگ کراس کی طرف جا رہا تھا۔ پولیس نے

ہمارے سامنے اس بات کی شہادت نہیں کہ جیپ گاڑی میں احمدی بیٹھے تھے

تیس گولیاں چلائیں۔ لیکن ان سے کوئی شخص زخمی یا ہلاک نہیں ہوا۔ شام کو یہ دیکھا گیا کہ فوج نے گشت لگانا بند کر دیا ہے۔

نیازی کی گرفتاری کے احکام

۴ر مارچ کو کابینہ کا ایک اجلاس ۴ر مارچ کی شام کو ہوا۔ جس میں چیف سیکرٹری۔ ہوم سیکرٹری۔ انسپکٹر جنرل پولیس اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس بھی شامل ہوئے۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے اس تقریر کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ جو گذشتہ شب مولانا عبد الستار خاں نیازی نے مسجد وزیر خاں میں کی تھی۔ یہ تقریر بڑی اشتعال انگیز تھی۔ اس لئے ہوم سیکرٹری نے پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۳ کے تحت ان کی گرفتاری کے احکام جاری کئے۔ مگر جس مسجد میں نیازی نے اپنی تخت نشینی کی تھی۔ وہ شورش پسندوں کا ناقابل تسخیر قلعہ بن چکی تھی۔ اس لئے گرفتاری کے ان احکام کی تعمیل نہ کرائی جا سکی۔

فوج نے بظاہر اپنے ہیڈ کوارٹر کے زیر ہدایت گشت چھوڑ دیا۔ اور ایک دو کمانیں تو باغ جناح میں چلی گئیں۔ کئی جلوس نکلے انہیں منتشر بھی کیا گیا۔ ایک جلوس نے احمدیہ بلڈنگ کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ مگر اے ایس آئی محمد خاں نے ہلکا سا لاٹھی چارج کر کے اسے منتشر کر دیا۔ سب انسپکٹر صاحب تھانہ نولکھا کے قریب سرگودھا سے آنے والے رضاکاروں کو منتشر کیا۔ اس سو دس احراری رضاکاروں کے دستہ کا بانوار ہوا روڈ پر سٹی مجسٹریٹ سید حسنات احمد سپرنٹنڈنٹ پولیس ملک خان بہادر اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سید فردوس شاہ سے آمنا سامنا ہوا۔ رضاکاروں نے منتشر ہونے سے انکار کر دیا۔ اور وہ چوک دالگراں تک پہنچ گئے۔ جہاں ان پر اشک آور گیس چھوڑی گئی۔ وہ پھر بھی منتشر نہ ہوئے اور دھرنا مار کر بیٹھ گئے۔ لاٹھی چارج بھی چونکہ بے اثر ثابت ہوا۔ اس لئے انہیں اٹھا اٹھا کر ٹرکوں میں لادا گیا۔ اور لے جایا گیا۔ اس واقعہ کے متعلق جھوٹی افواہیں فوراً پھیلنے لگیں۔ کہا گیا کہ پولیس نے رضاکاروں کو منتشر کرتے وقت قرآن کریم کو پھاڑ کر اور ٹھوکریں مار کر اس کی بے حرمتی کی ہے۔ اور ایک چھوٹے سے لڑکے کو ہلاک کر ڈالا ہے۔

من گھڑت قصہ

دہلی دروازہ کے باہر اسی روز ایک جلسہ میں ایک لڑکے کو پیش کیا گیا۔ جس کے ہاتھ میں قرآن کریم کے کچھ پھٹے ہوئے اوراق تھے۔ اس لڑکے نے بیان کیا کہ قرآن کریم کی یہ بے حرمتی اس نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ ایک اور مولوی نے (غالباً وہ مولوی محمد یوسف تھے) قرآن کریم کے یہ اوراق ہاتھ میں لے کر اجتماع کو دکھاتے ہوئے پُر جوش تقریر کی۔ جس سے وہ جلوس جو پہلے ہی جوش میں آیا ہوا تھا مشتعل ہو گیا۔ یہ من گھڑت قصہ مشتعل ہجوم کے لئے گفتگو کا موضوع بن گیا۔ اور چند گھنٹوں کے اندر اندر خبر بن جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا۔ جس سے پولیس کے خلاف غصہ اور نفرت کے جذبات پیدا ہوئے۔

چوک دالگراں کے واقعہ کی یہ تفصیل ہم نے افسروں کی شہادتوں اور تحریری بیانوں سے مرتب کی ہے۔ لیکن احرار اور مجلس عمل نے اس واقعہ کی جو تفصیل بیان کی ہے وہ بالکل مختلف نوعیت کی ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے۔ کہ اس واقعہ کے دوران میں پولیس کے کسی افسر نے قرآن کریم کو ٹھکرایا اور ایک چھوٹے لڑکے کو مارتے مارتے مار ڈالا۔ اس الزام کی تائید میں گواہ نمبر ۲۱۳ محمد نذیر گواہ نمبر ۲۱۲ محمد حنیف گواہ نمبر ۲۱۴ شیخ محمد حنیف اور گواہ نمبر ۲۰ تاج الدین کی شہادتیں ہوئی ہیں عدالت نے سٹی مجسٹریٹ لاہور سید حسنات احمد اور پنجاب کانسٹیبلری سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ ملک خان بہادر خاں کی شہادتیں بھی سنی ہیں۔ جو موقع پر موجود تھے۔ غیر سرکاری گواہوں کے بیان کے مطابق رضاکاروں کا ایک دستہ چوک دالگراں سے ریلوے سٹیشن کی طرف جا رہا تھا۔ جسے پولیس نے روکا اور منتشر ہونے کو کہا۔ لیکن وہ دھرنا مار کر بیٹھ گئے۔ جب انہیں ان ٹرکوں پر لادنے کی کوشش کی گئی۔ جو قریب ہی کھڑے تھے۔ تو وہ زمین پر لیٹ گئے۔ اور انہیں گھسیٹنا پڑا۔ جن رضاکاروں کو اس طرح گھسیٹا گیا ان میں ایک بوڑھا تھا۔ جس کے گلے میں حمائل تھی۔ جب اسے گھسیٹا جا رہا تھا اس وقت یہ حمائل گر پڑی۔ اور پولیس کے افسر نے جس کے بڑی پیٹی لگی ہوئی تھی۔ اسے ٹھوکر ماری۔ گواہوں میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ حمائل نالی میں پھینک دی گئی یا زمین پر ہی پڑی رہی اور اس پر کوئی غلاف تھا یا نہیں۔ جس شخص کے گلے میں حمائل پڑی ہوئی تھی اسے نہ تو طلب کیا گیا ہے۔ نہ اس کے کوائف بتلائے گئے ہیں۔ ہمیں اس لڑکے کے کوائف بھی معلوم نہیں جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ اسے مارتے مارتے مار ڈالا گیا تھا۔ ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ایک مسلمان پولیس افسر خواہ کتنا ہی لامذہب کیوں نہ ہو۔ وہ قرآن کریم کو ٹھکرائے گا۔ اور اس شرمناک مذہبی توہین کا مرتکب ہو گا۔ یہ بات ہمارے سامنے وکلاء کے دلائل میں تسلیم کی گئی ہے لیکن یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ہو سکتا ہے قرآن کریم پر نادانستہ طور پر پاؤں آ گیا ہو۔ سید حسنات احمد اور ملک خان بہادر دونوں نے اس الزام کی صداقت سے انکار کیا ہے اور چونکہ اس بارے میں غیر سرکاری شہادتوں میں مایوس کن حد تک اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس لئے ہم یہ نہیں مان سکتے کہ کسی نے قرآن کریم کو ٹھکرایا یا لڑکے کو مارتے مارتے مار ڈالا ہو گا۔

دوسرے طریقے

شورش پسندوں نے حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے کے لئے ذیل کے طریقے بھی استعمال کئے۔

(۱) اس مضمون کے اشتہار تقسیم کئے گئے کہ جھنگ، سرگودھا اور دوسرے مقامات پر ایک ہزار سے زیادہ افراد کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی۔ کہ اس روز ان مقامات پر ایک گولی بھی نہیں چلی۔

(۲) افواہ پھیلائی گئی کہ احمدی کاروں میں بیٹھ کر لوگوں پر اندھا دھند گولیاں چلا رہے ہیں

(۳) مسجد وزیر خاں سے اعلان کیا گیا۔ کہ سرکاری ملازموں نے ہڑتال کر دی ہے اور تحریک میں شامل ہو گئے ہیں۔

(۴) یہ خبریں مشہور کی گئیں کہ ضلع پولیس نے گولی چلانے سے انکار کر دیا ہے۔ اور صرف بارڈر پولیس اور کانسٹیبلری گولی چلا رہی ہے

جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے۔ احمدی فوجی جیپ میں جاتے اور لوگوں پر اندھا دھند گولیاں چلاتے رہے۔ اسے ہمارے سامنے ثبوت کا موضوع بتایا گیا ہے۔ اور اس کی تائید و تصدیق میں متعدد شہادتیں طلب کی گئی ہیں۔ اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پراسرار گاڑی اس روز چلتی رہی جس میں ایسے اشخاص بیٹھے تھے جن کی شناخت نہیں ہو سکتی۔ تاہم ہمارے سامنے اس بات کی کوئی شہادت نہیں کہ اس گاڑی میں احمدی بیٹھے تھے یا یہ گاڑی ہی احمدیوں کی تھی۔

ساڑھے چار بجے دہلی دروازہ سے باہر جلسہ ہوا۔ جس میں کوئی پانچ ہزار افراد شریک تھے۔ اس جلسہ میں کہا گیا۔ کہ پولیس نے چوک دالگراں میں ایک بچے کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے اور قرآن کریم کو پاؤں تلے روندا ہے جلسہ کے بعد ایک جلوس نکلا جو مسجد وزیر خاں کی طرف چلا۔ ہجوم کو مسجد کے قریب سب انسپکٹر منظور الحق اور سب انسپکٹر محمد صادق نے روکا۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سید فردوس شاہ کو ٹیلیفون پر یہ اطلاع موصول ہوئی۔ کہ ان دو سب انسپکٹروں کو اغوا کر کے مسجد میں لے جایا گیا ہے۔ جہاں انہیں یا تو ہلاک کر دیا گیا ہے یا کیا جا رہا ہے۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اس پر کوتوالی پولیس اسٹیشن کے سب انسپکٹر مظفر خاں کی قیادت میں پولیس کا ایک ریزرو لے کر مسجد کی طرف گئے۔

مسجد وزیر خاں کے باہر سید فردوس شاہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کا ایک مشتعل ہجوم سے آمنا سامنا ہوا۔ جب انہوں نے پولیس کے دو فوجداروں کے متعلق پوچھا جنہیں بچانے کے لئے وہ آئے تھے۔ تو بلوائیوں نے انہیں گھیر لیا۔ اور چھریوں اور لاٹھیوں سے حملہ کر دیا اور وہیں ڈھیر کر ڈالا۔ ان کا ریوالور اور پولیس کے دو اور ملازموں کی جوان کے ساتھ تھے بندوقیں چھین لی گئیں۔ اور سب انسپکٹر مظفر خاں کو زخمی کر دیا گیا۔ ڈی۔ ایس۔ پی کی لاش کسی نے کوتوالی پہنچائی۔ جہاں اس وقت ہوم سیکرٹری، انسپکٹر جنرل پولیس، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس موجود تھے۔ فرسٹ بلوچ رجمنٹ کے آفیسر کمانڈنگ کرنل عالم بھی کچھ افسروں سمیت وہاں آ پہونچے۔ اور تھوڑی دیر بعد جنرل آفیسر کمانڈنگ بھی آ گئے۔ یہ حکام جس وقت صورت حال پر غور کر رہے تھے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے انکشاف کیا۔ کہ ڈی۔ ایس۔ پی کے قتل کی خبر سن کر انہوں نے شہر کو فوج کے حوالے کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور فوجی حکام کو اس خواہش سے مطلع کر دیا ہے۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے اس اقدام کو منظور نہ کیا۔ کیونکہ ان کے نزدیک اس مرحلہ پر فوج کے ہاتھ میں کنٹرول دینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ مگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے صورت حال فوج کو واقعی سونپ دی ہوتی تو ہم سمجھتے کہ انہوں نے ہوشمندی اور دانائی سے کام لیا ہے۔ لیکن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ایسے کسی اقدام کا سہرا اپنے سر لینے کو تیار نہیں۔ اور انہوں نے اس سے بالکل انکار کر دیا ہے۔ کہ انہوں نے صورت حال فوج کو سونپنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

کرفیو کا نفاذ

اس موقعہ پر جو افسر موجود تھے۔ انہوں نے

۵ مارچ کو جو حادثات ہوئے وہ پولیس اور احمدیوں پر حملوں اور حکومت اور احمدیوں کے مال و اسباب و جائداد کے جلانے پر مشتمل تھے

جو حکام شہری نظم و ضبط برقرار رکھنے کے ذمہ دار تھے اُن کا شہر میں داخلہ عملاً بند ہو چکا تھا

کرفیو لگانے کا فیصلہ۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ضروری احکام جاری کر دیئے۔ پولیس شہر میں گشت لگاتی رہی۔ بھاٹی دروازے کے قریب اس کا آمنا سامنا ایسے ہجوم سے ہوا۔ جو کرفیو کے احکام کی خلاف ورزی کر رہا تھا۔ یہ ہجوم چند ایک گولیاں چلنے پر منتشر ہو گیا۔ ڈبکھا بازار میں بھی ایک ہجوم پر گولی چلائی گئی، جو کرفیو کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گھروں سے باہر نکل آیا تھا۔ احرار رضاکاروں پر مشتمل ایک ہجوم سرکلر روڈ پر احرار کے دفتر کے قریب جمع ہو گیا۔ یہ ہجوم کوتوالی کی طرف پیش قدمی کرنے لگا۔ اس وقت اسے ضروری تنبیہہ کی گئی۔ اور پھر گولی چلائی گئی جس سے ایک رضاکار ہلاک اور دو مزا زخمی ہو گیا ایک اور ہجوم کو سپرنٹنڈنٹ پولیس چوہدری محمد حسین نے میکلوڈ روڈ پر رائفلوں سے گولی چلا کر منتشر کیا۔ جس سے کچھ لوگ زخمی یا ہلاک ہوئے۔ اس کے علاوہ نسبت روڈ پر آغا سلطان احمد انسپکٹر پولیس نے چار گولیاں اور گوالمنڈی میں سب انسپکٹر پولیس نے دو گولیاں چلائیں۔ خود انسپکٹر جنرل پولیس نے ایسے ہجوم پر گولی چلائی جو کوتوالی کی طرف چلا آتا تھا۔ اس سے بھی کچھ لوگ زخمی یا ہلاک ہوئے۔ اسی طرح موچی دروازہ کی پولیس چوکی کے اے ایس آئی نے چوکی پر خشت باری کرنے والے بلوائیوں پر گولی چلائی۔ سارے شہر میں عملاً ہنگامہ برپا تھا۔ اور رات بھر دور دور تک بڑی عجیب اور بھیانک آوازیں سنائی دیتی رہیں۔

آدھی رات سے کچھ دیر بعد وزیر اعلیٰ کی قیام گاہ پر ایک میٹنگ ہوئی۔ جس میں ہوم سیکرٹری۔ انسپکٹر جنرل پولیس۔ ڈپٹی انسپکٹر پولیس۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس جنرل آفیسر کمانڈنگ اور بعض دوسرے فوجی افسر شریک ہوئے۔ یہ میٹنگ رات کے تین بجے تک جاری رہی۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے جنرل آفیسر کمانڈنگ کو ان واقعات کی اطلاع دی۔ جو اس روز رونما ہو چکے تھے۔ یا آئندہ متوقع تھے۔ یہ اطلاع اس فیصلے کی غرض سے تھی۔ کہ فوج سے مؤثر طریق پر کس طرح کام کیا جا سکتا ہے۔

۵ مارچ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سید فردوس شاہ کی ہلاکت کے بعد جو واقعات رونما ہوئے ۴ اور ۵ تاریخ کی رات کو جو بھیانک آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ اور اگلے دن کے واقعات کی بہت بڑی فال ثابت ہوئیں۔ اگرچہ ہر کوئی بھی قیاس آرائی کر رہا تھا کہ کل کیا رونما ہوگا لیکن واقعات کچھ اس انداز سے رونما ہوئے کہ ان تک کسی اندازے کی رسائی نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ حقیقت کہ دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے ماتحت اجتماعات پر پابندی فصیل کے اندرونی علاقوں میں نہیں لگائی جا سکی۔ اور مسجد وزیر خاں میں جہاں ڈی۔ ایس۔ پی کو قتل کیا گیا۔ کوئی ذمہ دار افسر نہیں جا سکتا تھا اس امر کا خاموش اعتراف ہے کہ جو حکام شہر میں نظم و ضبط برقرار رکھنے کے ذمہ دار تھے۔ ان کا شہر میں داخلہ عملاً بند ہو چکا تھا

اپیل جاری کرنے سے انکار

۵ مارچ کو ۹ بجے صبح ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے سرکردہ شہریوں کا اجلاس طلب کیا۔ تاکہ انہیں لوگوں کے نام پر امن رہنے کی اپیل جاری کرنے اور عوام پر ذاتی اثر و رسوخ استعمال کرنے پر آمادہ کیا جا سکے۔ لیکن کسی شخص نے بھی ایسی کارروائی کا فریق بننا قبول نہ کیا۔ چند عورتوں نے البتہ مسجد وزیر خاں میں جانے کی کوشش کی۔ دن جیسے جیسے گزرتا گیا۔ حادثوں پر حادثے رونما ہونے لگے۔ یہ حادثات پولیس اور احمدیوں پر حملوں اور حکومت اور احمدیوں کے مال و اسباب اور جائداد کی آتش زنی پر مشتمل تھے۔ دفعہ ۱۴۴ کے تحت پبلک مقامات میں پانچ یا زیادہ افراد کے اجتماع کی ممانعت کے حکم کی خلاف ورزی شہر بھر میں ہوئی۔ اور ہجوم کے افراد ہر جگہ جمع ہو کر گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو دھمکیاں دیتے مغلظات سناتے اور بعض حالات میں کھینچ کر گاڑی سے باہر نکال لیتے رہے۔ باغبانپورہ کے ایک احمدی مدرس کو چھرے سے ہلاک کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد مزید قتل اور عام لوٹ مار اور آتش زنی شروع ہو گئی۔ بعض سرکاری اومنی بسیں یکسر جلا دی گئیں۔ دو ڈاک خانوں کو پہلے لوٹا اور پھر جلایا گیا۔ پولیس کی ایک گاڑی کو جلایا۔ اور مزید کچھ گاڑیوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ متعدد پرائیویٹ اداروں کو بھی لوٹا گیا۔ پولیس کا ایک دستہ چند لاشوں کو پوسٹ مارٹم کے لئے میو ہسپتال لے جا رہا تھا۔ اس کا ایک ہجوم سے آمنا سامنا ہوا۔ جس نے لاشیں عوام کو دکھانے کے لئے پولیس سے چھیننے کی کوشش کی۔ اس لڑائی میں دو سپاہیوں کو زخم آئے۔ پولیس پر متعدد مقامات پر خشت باری ہوئی۔ اور دو جگہ تو گولی بھی چلائی گئی جس سے ایک ہیڈ کانسٹیبل کا سر زخمی ہو گیا۔

لوہاری دروازہ کے باہر فوج کے ایک گشتی دستہ پر خشت باری کی گئی۔ جس کے جواب میں اسے گولی چلانی پڑی۔ پولیس کو اس روز کئی جگہ فائر نگ کرنی پڑی۔ متعدد دفاتر کے (جن میں سیکرٹریٹ بھی شامل ہے) کلرکوں نے کام بند کر دیا۔ اور باہر نکل آئے۔ اسلامیہ کالج کے طلباء جماعتیں چھوڑ کر دیال سنگھ کالج کی سمت مارچ کرتے ہوئے چلے۔ جہاں پہنچ کر انہوں نے اس کالج کے طلباء کو بھی باہر نکل کر اپنے ساتھ شامل ہونے پر آمادہ کر دیا۔ انہوں نے خشت باری کی۔ کھڑکیاں اور شیشے توڑ ڈالے۔ اور پرنسپل کی موٹر کار کو نقصان پہنچایا۔ طلباء دیال سنگھ کالج سے یونیورسٹی ہال اور وہاں سے گورنمنٹ کالج گئے۔ انہیں طاقت سے منتشر کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ کیونکہ پولیس طلباء سے متصادم ہونے سے گریزاں نظر آتی تھی۔

پولیس سے اپیل

اس روز دیواروں پر سائیکلوسٹائل کئے ہوئے ایسے پوسٹر چسپاں نظر آئے۔ جن میں پولیس کو اس بناء پر ہتھیار ڈال دینے کو کہا گیا تھا۔ کہ حکومت کے خلاف یہ کشمکش جہاد کے حکم میں ہے۔ جس میں کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر گولی نہیں چلا سکتا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پھر کرفیو لگا دیا۔ جس کی رو سے لوگوں کو ۵ و ۶ مارچ کو تیسرے پہر ڈیڑھ بجے تین بجے سے اگلی صبح کے چھ بجے تک اور ۶ سے ۱۱ مارچ تک۔ چھ بجے شام سے چھ بجے صبح تک کسی سڑک۔ بازار۔ گلی۔ کوچہ چوک یا کسی پبلک مقام پر نکلنے کی ممانعت کر دی گئی۔ یہ حکم سول لائنز کے ایک چھوٹے سے رقبے کے سوا پورے شہر میں نافذ کیا گیا۔ اس کے علاوہ مذکورہ علاقے میں دو مہینے تک کے لئے رات دن میں کسی وقت بھی پبلک مقامات پر پانچ یا زیادہ افراد کا اجتماع یا اسلحہ لے کر چلنا ممنوع قرار دیا گیا۔

صبح گورنر نے کابینہ کا ایک اجلاس طلب کیا۔ جس میں چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری کا دسویں ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ اور بعض سٹاف افسروں، انسپکٹر جنرل پولیس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بھی مدعو کیا گیا۔ اس اجلاس میں جو وزیر اور افسر موجود تھے گورنر نے انہیں پوری سختی استعمال کرنے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ ان کے بمبئی کا تجربہ بتاتا تھا۔ کہ اگر ابتدائی ایام میں کافی بلوائی مارے جائیں۔ تو شورش کا شروع ہی میں خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس اجلاس میں طویل بحث و تمحیص کے بعد ذیل کے فیصلے ہوئے۔

فیصلے

(۱) لاہور کی صورت حال کے خراب تر ہو جانے اور شہر میں عام شورش برپا ہونے کے باعث سب سے پہلے پولیس کو شدید کارروائی عمل میں لانی چاہیئے۔ اور فسادات کو فرو کرنے کے لئے جتنی طاقت درکار ہو استعمال کرنی چاہیئے۔ پولیس کے گشتی دستوں کی امداد فوجی دستے کریں گے۔ جو خود اپنے کمانڈروں کے ماتحت ہوں گے۔

(۲) اگر پولیس کسی خاص علاقے کی صورت حال سے نبٹ نہ سکے۔ تو پولیس کا جو سینئر افسر وہاں موجود ہو۔ اُسے صورت حال اپنے ہمراہ کے فوجی افسر کو سونپ دینی چاہیئے۔

(۳) اگر یہ دونوں اقدامات امن و قانون اور ضبط و نظم بحال کرنے کے لئے ناکافی ہوں اور پولیس عام صورت حال کو فوج کی اس ضمنی امداد سے قابو میں نہ رکھ سکے، تو فوج کو پورے شہر کا چارج لینے کو کہا جائے گا۔

(۴) پولیس کے حوصلہ اور ہمت کو بلند رکھنے کے لئے ہر ضروری قدم اُٹھایا جائے پولیس کو بتایا جائے۔ کہ بہادری امتیازی خدمات اور پوری فرض شناسی پر مناسب انعامات دیئے جائیں گے۔ اسے یہ بھی بتایا جائے۔ کہ ڈیوٹی پر کسی موت واقع ہو جائے۔ تو اس کے وارث کو کافی معاوضہ دیا جائے گا۔ جہاں تک مرحوم سید فردوس شاہ کا تعلق ہے۔ حکومت ان کے وارثوں کو نوآبادی والے کسی ضلع میں دو مربع اراضی زمین دے گی

(۵) طلبہ کو بلوائیوں سے حتی الامکان الگ رکھنے کی کوشش کی جائے۔

(۶) مسز اینگلی بیسنٹ کو رزآج شام خدمت

اس تحریک کی راہنمائی زیادہ تر غنڈے اور غیر ذمہ دار افراد کر رہے ہیں۔ پڑھے لکھے لوگ اس کا ساتھ نہیں دے رہے

عوام کو جذبہ رکھنے والے ایسے خبریوں سے خطاب کریں گے۔ جو تمام سیاسی جماعتوں کی نمائندگی کرتے ہوں۔ چیف سیکرٹری سے کہا گیا کہ وہ ایسے بیان کا مسودہ مرتب کریں۔ جو تیسرے پہر کے اجتماع میں بلائے جانے والے سرکردہ شہریوں کے دستخط سے جاری کیا جائے۔ لیکن چونکہ انہیں سیکرٹریٹ میں بلایا گیا۔ جہاں کلرکوں نے ہڑتال کر دی تھی۔ اس لئے اس بیان کا مسودہ ہوم سیکرٹری نے مرتب کیا۔ مگر گورنر کے نزدیک یہ مسودہ مطالبات کی اس قدر مذمت پر مشتمل تھا۔ کہ عوامی نمائندوں کی جانب سے اس کو قبول کرنے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا تھا۔ سیکرٹریٹ سے واپسی پر چیف سیکرٹری نے بھی مسودہ مرتب کرنے کی کوشش کی۔ مگر یہ خیال پھر ترک کر دیا گیا۔

شام کے اجلاس میں انسپکٹر جنرل پولیس نے گورنر اور وزیر اعلیٰ کے کہنے پر صورت حال کا تفصیلی جائزہ پیش کیا۔ ان کے بعد دو اور اصحاب یعنی مولانا ابو الاعلیٰ مودودی اور مسٹر احمد سعید کرمانی ایم ایل اے نے تقریر کی۔ مولانا نے صورت حال کو حکومت اور عوام میں خانہ جنگی قرار دیا۔ اور کہا جب تک گورنر صاحب عوام کے مطالبات پر غور کرنے پر آمادگی ظاہر نہیں کرتے۔ اس وقت تک وہ کسی اپیل پر اپنے دستخط ثبت نہیں کریں گے۔ مسٹر کرمانی نے کہا۔ کہ اس تحریک کی رہنمائی زیادہ تر غنڈے اور غیر ذمہ دار افراد کر رہے ہیں۔ اور پڑھے لکھے لوگ اس کا ساتھ نہیں دے رہے۔

مسٹر کرمانی کی تقریر ختم ہونے کے بعد چیف سیکرٹری۔ ہوم سیکرٹری اور انسپکٹر جنرل پولیس سے باہر جانے کو کہا گیا۔ تاہم اجلاس جاری رہا۔ اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کی ایک اپیل کا مسودہ مرتب کرنے میں مصروف رہے۔ لیکن یہ مسودہ گورنر اور وزیر اعلیٰ کی منظوری حاصل نہ کر سکا۔

شام کو گورنمنٹ ہاؤس میں ایک اور اجلاس ہوا۔ جس میں وزراء۔ جنرل آفیسر کمانڈنگ۔ بریگیڈیر حق نواز۔ بریگیڈیر ایف۔ آر کو۔ چیف سیکرٹری۔ انسپکٹر جنرل پولیس۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اور ملک حبیب اللہ سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی شریک تھے۔ اس اجلاس میں صورت حال پر غور کیا گیا۔ یہ فیصلہ ہوا کہ چونکہ لاقانونیت کا آخری واقعہ جس میں پولیس کے ایک دستہ پر حملہ کیا گیا۔ اور پولیس کی ایک گاڑی کو جلا دیا گیا تھا دن کے ڈھائی بجے رونما ہوا تھا۔ اس لئے فائرنگ سے حتی الامکان احتراز کیا جائے۔ گورنر نے یہ امر بھی ظاہر کیا کہ کرفیو کے احکام کی معمولی خلاف ورزی پر گرفت نہ کی جائے۔ گورنر نے خود یا کسی افسر نے یہ بھی تجویز پیش کی۔ کہ فائرنگ میں ڈھیل دی جائے

فائرنگ کم کرنے کے اس فیصلے سے پولیس کے ایسے افسر جو صورت حال پر قابو پانے میں لگے ہوئے تھے۔ بڑی الجھن میں پڑ گئے۔ صبح کے احکام کی رو سے پولیس کو سخت کارروائی کرنی تھی۔ اور مسٹر ایس۔ این عالم اور ملک حبیب اللہ کی سرکردگی میں پولیس کے گشتی دستوں کو بھی ہدایات دے کر بھیجا گیا تھا۔ لیکن شام کے احکام جب کوتوالی کے مرکز میں بھیجے گئے۔ اور وہاں سے عملی اقدام کرنے والے افسروں تک پہنچائے گئے۔ تو وہ بالکل سراسیمہ ہو گئے۔ اور ان کے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو گیا کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ پولیس کا عملہ پہلے سے ہی بکھرا ہوا تھا۔ وہ بڑی الجھن میں رہا۔ رات کو صرف ایک موقعہ پر فائرنگ ہوئی یہ فائرنگ ریلوے ملازموں کے اس ہجوم پر کی گئی جو ہڑتال کر کے ایک سگنل اور گاڑی کو نقصان پہنچانے میں مصروف تھا۔ (باقی)

مدراس میں جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب

"ہائی کورٹ جج کی صدارت"

مدراس کی احمدیہ تاریخ میں یکشنبہ ۱۸ر جولائی ۱۹۵۴ء خاص اہمیت رکھتا ہے۔ گو مدراس کی جماعت بہت کم ہے۔ مگر جو کام مدراس کی مٹھی بھر احمدیوں نے کر دکھایا وہ اسباب کی بھی دلیل ہے۔ کہ ہمارا کارواں تبلیغ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ اور دینی معاملات میں دولت اور کثرت افراد کی اتنی ضرورت نہیں۔ جتنی کہ دلوں میں حق و صداقت کے پھیلانے کی حقیقی تڑپ اور اس کے لئے جوش ہے۔ کیونکہ جب بھی ایسے چند افراد اس روح کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے دروازے ان کے لئے کھول دیتا ہے۔ ان کے لئے مناسب حال سامان مہیا ہو جاتے ہیں۔ اور معمولی انسان وہ کام کر دکھاتا ہے۔ جو بظاہر ناممکن ہو۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور اس کی برکت کا جو تازہ کرشمہ مدراس کے احمدیوں نے دیکھا اس کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔

اس جگہ کے معدودے چند احمدی افراد کے دلوں میں حق و صداقت کی اشاعت کی ایک غیر معمولی تڑپ پیدا ہوئی جس نے ایک طرف مولوی شریف احمد صاحب فاضل امینی کو بمبئی سے بلا لیا۔ تو دوسری طرف مولوی عبد اللہ صاحب فاضل مالابار سے تشریف لے آئے۔ تیسری طرف الحاج مولوی محمد سلیم صاحب فاضل کلکتہ سے آ پہنچے۔ بس دن رات دینی مشغلہ اور تبلیغی جد و جہد۔ آج اس مسئلہ پر گفتگو کل اس امر پر تبادلہ خیالات۔ کبھی فیکٹری میں تقریر تو دوسرے وقت کالج میں طلباء سے خطاب۔ غرض ایک ماہ تک خوب رونق رہی آخر ۱۸ر جولائی کی صبح ۱/۲ ۹ بجے شہر مدراس کے مشہور و معروف میموریل ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔

تمام اہل شہر کو اچھی طرح باخبر کرنے کے لئے شہر میں ہر طرف انگریزی اور اردو پوسٹر لگائے گئے۔ مسلمان، ہندو، سکھ، عیسائی اور پارسی احباب کو فرداً فرداً دعوت نامے بھیجے گئے۔ بڑی شان کا جلسہ منعقد ہوا۔ حاضرین کی کثیر تعداد جلسہ میں شریک رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جلسہ کی تفصیلی رپورٹ

مولوی شریف احمد صاحب امینی نے تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ احباب تلاوت قرآن مجید تک کھڑے رہے۔

جسٹس اے۔ ایس۔ پی ائیر جج ہائیکورٹ مدراس نے فرمایا:۔

"گو میں قرآن مجید کی عربی تلاوت کو سمجھ نہیں سکا۔ لیکن ان آیتوں نے مجھے بہت متاثر کیا ہے"۔

مسٹر ائیر نے فرمایا:۔

"ایسے وقت میں جب لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اسلام اپنے اندر رواداری نہیں رکھتا جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب کا انعقاد میرے لئے مسرت ہے"۔

فرمایا:۔

"جن لوگوں کو مذہب کا صحیح اندازہ ہے وہ دیگر مذاہب والوں سے نہیں لڑتے"۔

سیرت حضرت زرتشت پر تقریر کرتے ہوئے مسٹر موسیٰ الیف کپاڈیہ نے فرمایا:۔

"آپ کی تعلیم اچھے خیالات اچھے الفاظ اور اچھے اعمال پر منحصر ہے"۔

مسٹر مہر سنگھ گیانی نے سیرت حضرت بابا نانک پر تقریر کرتے ہوئے لوگوں کو روحانیت کی تعلیم دی۔

مسٹر پی جنجیا نے سیرت حضرت مسیح ناصری پر روشنی ڈالتے ہوئے عیسائیت سے فلسفہ "نجات انسانی" کو سنایا۔

مولانا محمد سلیم صاحب نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بے لوث زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کو ایک بے نظیر معلم عالم ثابت کیا۔ پھر آپ کی تعلیمات سے یہ ثابت کیا کہ

مذہب اسلام صلح و امن کا حامی ہے

آنریبل جسٹس اے۔ ایس۔ پی آئیر جج مدراس ہائی کورٹ نے سری کرشن جی مہاراج کی زندگی اور تعلیم پر روشنی ڈالی۔ اور پیام محبت کو نمایاں کر کے دکھایا۔ صدر موصوف نے فرمایا:۔

"ہندوستان ایک لادینی سلطنت ہی سہی۔ لیکن یہاں ہر ایک کو پوری پوری مذہبی آزادی حاصل ہے"۔

آپ نے احمدیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

"گو احمدیوں پر افغانستان میں پتھر برسائے گئے۔ بعض جگہ ان کو اقلیت قرار دینے کے منصوبے ہوئے۔ لیکن انہیں ہندوستان میں کسی قسم کا ڈر و خوف نہیں۔ وہ آزادی سے رہ سکتے ہیں۔ اور یہاں سے انہیں کوئی نکال نہیں سکتا"۔

مولانا مولوی شریف احمد صاحب امینی نے اپنی اختتامی تقریر جو انگریزی میں آپ نے کی۔ اس میں جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ اور جناب محمد کریم اللہ صاحب نوجوان ایڈیٹر "آزاد نوجوان" نے حاضرین جلسہ، مقررین اور صدر کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد ۱/۲ ۱ بجے جلسہ برخاست ہوا۔ جلسہ کے اختتام پر بہت سے احباب نے جناب مولوی صاحبان سے ملاقات کی (نامہ نگار)

حاجی ممتاز علی صاحب بقیہ صفحہ ۴

منسلات سے بلکہ باہر کے محلوں سے بھی منقطع ہو گیا تھا۔ ریتی چھلہ سے ریلوے سٹیشن اور نصرت گرلز سکول تک پانی ہی پانی تھا۔ اسی طرح بڑے باغ اور بہشتی مقبرہ میں بھی۔ قادیان میں بہت سے مکانات گر پڑے۔ موضع رسول پور متصل قادیان کے باشندگان کو کوٹھوں پر پناہ لینی پڑی۔ وہ چاہتے تھے کہ ریلوے لائن کے نیچے سے پانی گذرنے کے لئے زمین کاٹ دیں۔ لیکن پولیس کی طرف سے اجازت نہیں ملی۔ ایسی حالت میں کہ بہشتی مقبرہ کی قبروں کا ایک حصہ پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ قبر بنانا بہت مشکل تھا۔ چند جوان ہمت دوستوں نے بند باندھ کر قطعہ میں سے پانی باہر نکالا اور بعد دقت قبر کھودی۔ لحد بن نہیں سکتی تھی اس لئے تختوں کا صندوق بنا کر نعش رکھ کر اسے بند کیا گیا۔ ۲۰ جولائی کو گیارہ بجے قبل دوپہر محترم جناب مولوی عبد الرحمن صاحب جٹ امیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور قبر پر بعد تدفین محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے دعا کرائی۔ احباب سے درخواست ہے کہ مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ ہم ان کے اقارب کے ساتھ اس غم میں شریک ہیں۔

اخبار عالم احمدیت بقیہ صفحہ ۶

کام ہم ہمدردی خلائق کے طور پر کر سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

گوکھوال چک ۱۲۱ روزہ داروں کی مدد کی گئی۔ تراویح کے لئے روزانہ فرش مسجد دھویا گیا۔ بیماروں کی تیمارداری کی گئی۔ تپ محرقہ کی وبا کے باعث دوستوں کو ٹیکہ کرانے کا انتظام کیا گیا۔ ناخواندگی دور کرنے نیز چندہ تحریک جدید وصول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

فضل عمر ہوسٹل لاہور خدام کی تربیت کی گئی۔ روزہ رکھنے کی عام تحریک کی گئی۔

ہلال پور افطاری کا سارا مہینہ انتظام تھا۔

خانیوال غرباء کی عام امداد کے علاوہ حج کو جانے والے تین چار غیر احمدی دوستوں کے پاسپورٹوں کی تکمیل کرائی۔ تیرہ احباب کو مختلف کام سکھائے جا رہے ہیں۔ ایک کو زرگری کا کام سکھایا ہے۔ مسجد کا راستہ صاف کیا گیا۔ چندہ

تحریک جدید کی وصولی کی جا رہی ہے

لاہور ۱ ایک سو تیس اشخاص کو منزل مقصود تک پہنچایا۔ تانگہ وغیرہ سے آٹھ زخمی ہونے والوں کو فوراً طبی امداد بہم پہنچائی گئی۔ چالیس ٹیکے غرباء کو مفت لگائے گئے۔ میو ہسپتال میں ایک لاوارث مریض کا اپریشن کرایا گیا۔ ہسپتال میں خدام باقاعدگی سے مریضوں کی عیادت کے لئے جاتے رہے۔ چار اشخاص کو روزگار مہیا کیا گیا۔ ماہ رمضان میں سات حلقوں میں درس قرآن کریم اور نماز تراویح کا انتظام کیا۔ تلقین کے نتیجہ میں دو نے داڑھی رکھ لی اور چار نے سگرٹ نوشی ترک کرنے کا وعدہ کیا۔ مجلس کی لائبریری میں گیارہ اخبارات و رسائل آتے ہیں جن سے لوگ استفادہ کرتے ہیں۔ چار حلقہ جات میں مساجد میں افطاری کا انتظام کیا گیا۔ اور غرباء و مستحقین کو فی دو دو روپے کے گوشت پہنچایا گیا۔

درخواستہائے دعا

(۱) محمد یوسف صاحب پسر محترم حاجی عبد الغنی صاحب بانڈی پورہ (کشمیر) بیمار ہیں۔ احباب سے صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(۲) میری ہمشیرہ لاہور میں ابھی تک بدستور علیل ہیں۔ اس لئے خاندان حضرت مسیح موعود اور تمام احمدی بھائیوں سے درخواست ہے کہ دعا کے صحت جاری رکھیں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کو جلد صحت عطا فرمائے۔ آمین

عبد الستار درویش محرر اخبار بدر

حضرت مصلح موعود

کا

سخت تاکیدی فرمان

ہر احمدی اپنی زبان سے دوسروں کو تبلیغ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اگر وہ اپنے اوقات میں سے تبلیغ کے لئے وقت نہیں دیتا وہ یقیناً ایک فریضہ کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے ایسا ہی گنہگار ہے جیسے نماز کا تارک گنہگار ہے۔ جو احباب زبان سے تبلیغ نہیں کر سکتے وہ ہمارے لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کر سکتے ہیں جو کہ رد ڈاک پر مفت [illegible]

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

مجاہدین تحریک جدید

یاد رکھو! "خدا تعالیٰ کے کام بندوں کے محتاج نہیں وہ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ مگر مبارک ہے وہ جس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دے۔ کہ وہ برکت کو پا گیا اور رحمت کا وارث ہو گیا۔" " اب وقت تمہارے لئے بہت نازک ہے۔ اس لئے بہت احتیاط کرو۔ اب تم ایسے مقام پر ہو کہ اس سے پیچھے قدم ہٹانا ہلاکت کا موجب ہوگا پس خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ چمٹتے ہوئے آگے قدم بڑھاتے چلے جاؤ یہاں تک کہ موت تم کو خدا تعالیٰ کی گود میں ڈال دے۔"

تحریک جدید کے سال سوا دین وعدوں کے پورا کرنے کا آخری وقت قریب ہے۔ چاہیئے کہ میعاد کا آخری وقت ۳۰ نومبر آنے سے پہلے تمام احباب کے چندے سو فی صدی پورے ہو چکے ہوں۔ مگر وصولی چندہ کی رفتار بہت غیر تسلی بخش ہے۔ بے شک اکثر دوستوں نے سال کے آخر پر اپنے وعدہ جات کی ادائیگی کا تحریر کیا ہے۔ لیکن سلسلہ کی بڑھتی ہوئی مالی مشکلات اس امر کی متقاضی ہیں۔ کہ مجاہدین اپنے وعدہ جات جلد ادا فرما دیں اور استبقوا الخیرات کا عملی نمونہ پیش کریں۔ کل وعدہ جات اور بقایا کی رقم قریباً چھپن ہزار روپے سے زیادہ پونے اٹھارہ ہزار ادا گویا تہائی سے بھی کم) ادائیگی ہوئی ہے احباب غور فرمائیں کہ اس قدر قلیل آمد سے سلسلہ کا کام کس طرح خوش اسلوبی سے چل سکتا ہے۔

خاکسار وکیل المال قادیان

اعلان بابت کلکتہ

عرصہ سے پارک سرکس میں مسجد احمدیہ کی بنیاد پڑ چکی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل نماز پنجگانہ، جمعہ، عیدین درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اسی طرح معزز مہمانوں کے قیام کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔ مگر مستورات کے قیام کے لئے فی الحال کوئی انتظام نہیں۔ اس لئے اخبار بدر کے ذریعہ تمام احمدی احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کلکتہ جیسے گنجان شہر میں مستورات کو ہمراہ لانے والے احباب اپنی ذمہ واری پر لائیں۔ انجمن مستورات کے قیام کی ذمہ دار نہیں ہوگی۔ اسی طرح جو احباب مسجد احمدیہ میں قیام کرنا چاہیں انہیں لازم ہے۔ کہ وہ اپنی جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ کا تصدیقی خط بھی ہمراہ لائیں۔ نیز انتظامی امور کے سلسلہ میں جملہ خط و کتابت، انجمن احمدیہ ۲۰۵ پارک اسٹریٹ کلکتہ ۱۷ ہونی چاہیئے۔ محترم جناب امیر صاحب سے خط و کتابت کرنی ہو تو مندرجہ ذیل پتہ نوٹ کر لیں۔

الحاج منشی محمد شمس الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ دار السلام ۱۵ نیو ٹنگرہ روڈ کلکتہ ۱۵۔

المعلن خاکسار سید بدر الدین احمد عفی عنہ انچارج احمدیہ دار التبلیغ ۲۰۵ پارک اسٹریٹ کلکتہ ۱۷

مرکز کی مالی مشکلات اور احباب جماعت کا فرض

اگر عہدے داران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اور احباب جماعت اس امر کا محاسبہ کریں۔ کہ وہ چندہ جات کی ادائیگی میں کس حد تک اپنی ذمہ واریوں سے عہدہ برآ ہوئے ہیں۔ تو یقیناً انہیں محسوس ہوگا کہ اکثر جماعتیں اور احباب بروقت چندوں کی ادائیگی اور جمع شدہ رقم مرکز میں بھجوانے کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔ حالانکہ بجٹ آمد کی بنیاد پر جو ضروری اخراجات کئے جاتے ہیں۔ ان کے لئے روپے کی اشد ضرورت ہے۔

پس عہدیداران جماعت اور احباب متوجہ ہوں۔ کہ مالی قربانیوں میں ان کی بیداری اور تندہی سے وصولی جماعتی مالی مشکلات کا واحد حل ہے۔ جس کی طرف ان کی پوری توجہ کی ضرورت ہے۔

ناظر بیت المال قادیان۔

مختصر اور ضروری خبریں!

۱۷ جولائی ۔ واشنگٹن ۔ عالمی بنک کے ایک ترجمان نے بتایا کہ ہندوستان اور پاکستان کے مابین نہری تنازعہ کے متعلق عنقریب سمجھوتہ ہو جائے گا۔ اور یہ سمجھوتہ عالمی بنک کی تجاویز کی بنا پر ہوگا۔

کراچی ۔ بھاکرا ننگل نہر کے افتتاح کے بعد نہری پانی کی سپلائی کی کمی کی وجہ سے پیدا شدہ صورت حال پر غور کرنے کے لئے پاکستان مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کا جلسہ مسٹر محمد علی کی صدارت میں ہوا۔ جو تین گھنٹے جاری رہا۔ اور جمعرات پر ملتوی ہو گیا

ایتھنز ۔ یونان کے وزیر اعظم نے مارشل پاپاگوس اور وزیر اعظم ترکیہ کے نام اپنے خطوط میں بلقان وزرائے خارجہ کی میٹنگ کے ملتوی ہو جانے کی افواہ پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔

پونا ۔ پونا کے نشیبی علاقوں میں دریائے موتھا اور مولا میں سیلاب کی وجہ سے پانی بھر گیا ہے پانی کی سطح ۴۵ و ۳۶ فٹ بلند ہو گئی ہے۔ گذشتہ بیس سال میں اس قدر سیلاب ان دریاؤں میں نہیں آیا تھا۔

لبنان ۔ آج کل یہاں عراق کے ولیعہد امیر عبد اللہ آئے ہوئے ہیں۔ امیر موصوف بیروت میں لبنان کی حکومت کے ساتھ عرب شاہوں اور راہنماؤں کی کانفرنس کے انعقاد کی بنیاد ڈالنے کے بارہ میں گفتگو کریں گے۔ جو سرحد فلسطین پر غور وخوض اور اسرائیلی جارحانہ کارروائیوں کے انسداد کے لئے ہو رہی ہے۔

تیونس ۔ فرانسیسی ریذیڈنٹ جنرل نے قوم پرستوں کی کارروائیوں کو کچلنے کے لئے سخت پالیسی اختیار کر لی ہے۔ اعلان کیا گیا ہے کہ ہتھیار یا دوسرا آتشیں اسلحہ رکھنے والے لوگوں کے خلاف فوجی عدالت میں مقدمات چلائے جائیں گے۔

لاہور ۔ مولانا مودودی کی رہائی کے لئے تحریک زور پکڑتی جا رہی ہے۔ مولانا کو لاہور سنٹرل جیل سے ملتان ڈسٹرکٹ جیل میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

ڈالٹن گنج ۔ ریلوے لائن کا افتتاح وزیر اعظم پنڈت نہرو نے کیا اس لائن کے جاری ہونے سے کثیر المقاصد ریہاند بند کی تعمیر کے لئے ضروری سامان پہنچایا جائے گا نیز اس علاقہ کی معدنی اور جنگلاتی دولت سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔

۱۸ جولائی ۔ مظفر پور (بہار) دریائے باگمتی میں سیلاب آنے کی وجہ سے پونے دو لاکھ ایکڑ علاقہ زیر آب ہو گیا ہے اور ۱۲۹ دیہات کو نقصان پہنچا۔ دو ہزار ایکڑ مونگ کی فصل تباہ ہو گئی ہے۔

راجکوٹ ۔ آج سوراشٹر کے راج پرمکھ راجکوٹ کے قریب نئی ریلوے لائن کا افتتاح کریں گے۔ یہ لائن سوراشٹر کے ارد گرد بنائی گئی ہے۔

نئی دہلی ۔ ہندو پاکستان کے درمیان مئی ۱۹۵۴ء کے معاہدہ کے تحت جو اغوا شدہ خواتین کی بازیابی کے لئے ہوا تھا دونوں ممالک کے اعلیٰ افسران کی میٹنگ ہوئی دونوں حکومتیں بازیابی کی مہم کو تیز کر رہی ہیں۔

کراچی ۔ وزیر اعظم پاکستان نے کہا ہے کہ اگر عوام کا مفاد اسی میں ہوا تو مشرقی بنگال کی اسمبلی بھی توڑ دی جائے گی۔ آپ نے کہا کہ مسٹر فضل الحق کے بوڑھا ہونے کی وجہ سے ان کے خلاف مقدمہ چلانے کے متعلق ابھی غور ہو رہا ہے۔

۲۱ جولائی ۔ اندور ۔ ایک ہجوم نے سکرٹریٹ پر دھاوا بول دیا۔ پولیس نے منتشر کرنے کی کوشش میں ۱۲۵ اشخاص مجروح ہو گئے۔ حکام نے رات بھر کا کرفیو نافذ کر دیا ہے مسلح پولیس گشت کر رہی ہے۔

دہلی ۔ ہندوستان نے ہند چینی میں جنگ بندی کے نگران کمیشن کی صدارت منظور کر لی ہے۔ مگر ہند چینی میں کوریا کی طرح فوجیں نہیں بھیجی جائیں گی۔

پیرس ۔ ہند چینی کی سات سالہ جنگ میں فرانس کے ایک لاکھ چودہ ہزار سپاہی زخمی ہوئے۔ جن میں خاص فرانسیسی نصف کے قریب ہیں اور باقی افریقی اور غیر ملکی ہیں۔ ۲۵ ہزار کے قریب فرانسیسی فوج ویٹ منہ کی قید میں ہے۔

جنیوا ۔ ہند چینی کی سات سالہ جنگ بند کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ وزیر اعظم فرانس نے اپنا عہدہ سنبھالتے وقت اعلان کیا تھا کہ ۲۰ جولائی کی رات کے بارہ بجے تک وہ ہند چینی کی جنگ بند کرا دیں گے ورنہ مستعفی ہو جائیں گے۔ وزیر اعظم اپنی یہ شرط پوری نہ کر سکے

دہلی ۔ دہلی میں شہر میں اردو کی کتابیں نایاب ہو گئی ہیں۔ اور اس اجازت سے ذریعہ تعلیم اردو اختیار کرنے والوں کو سخت دقت کا سامنا ہو رہا ہے۔ عوام محسوس کر رہے ہیں کہ حکومت کے محکمہ تعلیم کو اردو کتابوں کا انتظام کرنا چاہیئے۔

نئی دہلی ۔ کشمیر میں اقوام متحدہ کے امریکن مشاہدین کو آخری مشاہد دسمبر تک کشمیر سے چلا جائے گا۔ ہندوستان کے احتجاج کے تحت اقوام متحدہ سکرٹریٹ نے ان کو واپس بلوایا ہے

دہلی ۔ ابھی تک مسٹر نہرو۔ مالنکوف اور مسٹر ماؤزے تنگ کے درمیان مجوزہ ملاقات کے متعلق سرکاری تصدیق نہیں ہوئی۔

تہران ۔ وزیر خزانہ ایران نے اعلان کیا ہے کہ ایران اور آٹھ مغربی تیل کمپنیوں کے درمیان تیل کی خریداری کے متعلق سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ اس کے مطابق ایرانی تیل عنقریب دنیا کے بازاروں میں آ جائے گا۔

قاہرہ ۔ مصر کے سرکاری ترجمان نے بتایا کہ مصر اور سعودی عرب اپنی فوجوں کی کمان اور سامان کو یکجا کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔

کٹک ۔ کٹک کی ایک خانقاہ کے سادھوؤں نے پولیس پر حملہ کر دیا جبکہ پولیس کسی مقدمہ کے سلسلہ میں بعض سادھوؤں کو گرفتار کرنا چاہتی تھی۔ پولیس کے لاٹھی چارج کرنے سے سادھو منتشر ہو گئے۔ مگر چھ دو سو تلواریں لے کر نکل آئے اور پولیس پر حملہ کر دیا۔ کنٹرول کے لئے ملٹری پولیس بلانا پڑی۔

نئی دہلی ۔ چین اور ہندوستان کے درمیان سرکاری سطح پر تجارتی بات چیت آئندہ ہفتے شروع ہوگی۔ چین کے ساتھ معاہدہ کے بعد ہندوستان تمام کمیونسٹ ممالک سے معاہدہ کرے گا۔

واشنگٹن ۔ امریکہ نے ۱۹۴۹ء سے اب تک ہندوستان کو ۱۹ کروڑ ۷۹ لاکھ ڈالر کی ٹیکنیکل امداد دی ہے۔ اور ۱۹۵۵ء کے لئے مزید ساڑھے دس کروڑ کی امداد متوقع ہے

لندن ۔ ڈیڑھ سو اشخاص جن میں عورتیں اور بچے زیادہ ہیں سورج گرہن کے نظارہ کے بعد آنکھوں کے مختلف امراض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اور ان کی بینائی پر برا اثر پڑا ہے۔ بیشتر مریض اسکاٹ لینڈ کے ہیں جہاں سورج گرہن کامل تھا۔

امرتسر ۔ ضلع امرتسر کے بعض دیہاتوں کی اطلاع کے مطابق پاکستان دریائے راوی پر بند باندھ رہا ہے جس سے دریائے راوی کا رخ بدل جائے گا۔ اور ضلع امرتسر کے متعدد دیہات پانی میں ڈوب جائیں گے۔

۲۱ جولائی ۔ اندور ۔ ہائیکورٹ کے احاطہ میں پولیس نے مظاہرین طلباء پر گولی چلا دی۔ آٹھ اشخاص ہلاک ہو گئے۔ اب تک دو سو آدمی زخمی ہو چکے ہیں۔ ۲۷ گھنٹے کا کرفیو نافذ ہو چکا ہے۔ ہجوم نے پولیس پر پتھراؤ کیا۔ اور ڈی۔ آئی۔ جی پولیس کو زد وکوب کیا۔

کراچی ۔ وزیر اعظم پاکستان نے ہند چینی میں جنگ بندی معاہدہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو اس معاہدہ سے انتہائی خوشی ہے۔ آپ نے کہا۔ امید ہے کہ فرانس اب تیونس اور مراکش میں بھی اسی جذبہ سے کام لے گا۔

۲۲ جولائی ۔ واشنگٹن ۔ امریکہ کے محکمہ دفاع نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان میں امریکی فوجی امداد کے متعلق ایک بورڈ مشیروں کا قائم کیا جائے گا بریگیڈیئر جنرل سٹاک سی اس کے سربراہ ہوں گے۔

روم ۔ حکومت اٹلی اور فرانس کے درمیان کوہ بلانک کے نیچے ساڑھے سات میل لمبی سرنگ تیار کرنے کا معاہدہ ہوا ہے۔ یہ پہاڑ پندرہ ہزار فٹ بلند ہے۔ مجوزہ سرنگ ۱۹½ فٹ چوڑی ہوگی۔ اس سرنگ کے تیار ہونے پر ایک سو میل کی مسافت کم ہو جائے گی۔

۲۳ جولائی ۔ اجمیر ۔ ہندوستان کانگرس مسٹر نہرو کی صدارت میں آل انڈیا کانگرس کے اجلاس میں تین قراردادیں منظور کی گئیں جن میں سے ایک ہندوستان کی غیر ملکی بستیوں کو آزاد کرانے کی قرارداد ہے۔

جنیوا ۔ جنگ بندی معاہدہ کو ۲۷ جولائی کو شمالی ویٹنام پر نافذ کیا جائے گا۔ لاؤس اور کمبوڈیا میں سرکاری طور پر ۷ اگست کو جنگ بند کر دی جائے گی۔

خط وکتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ
ضرور دیا کریں۔ (مینیجر)